ستمبر ۱۹۶۱ء

بسرپرستی اعلیٰ حضرت

علامہ پیر سید جماعت علی شاہ ملت

بظل حمایت زبدۃ العارفین معین الملت میراں ... کی حیثیت رکھتا ہے۔ جن لوگوں نے گذشتہ سال ماہ ستمبر میں رسالہ ... کر دیا تھا کہ آپ حضرات کے چندہ کی
علی پوری

بعین عنایت زبدۃ العارفین عالیجناب شمس الملت مولانا الحاج حافظ سید نور حسین شاہ صاحب ... علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا دینی مذہبی شریعت و طریقت کا علمبردار صوفیائے کرام کی جان علمائے امت کا

مرغوب قلب رسالہ

ماہنامہ انوار الصوفیہ

قصور ضلع لاہور

Sept, 1961

جلد ۲	ستمبر ۱۹۶۱ء	شمارہ ۱

زر سالانہ

پاکستان و بھارت سے	پانچ روپے
معاونین کرام سے	بیس روپے
سرپرست حضرات سے	تیس روپے

فی کاپی
آٹھ آنے
(پچاس پیسے)

یہ سرخ نشان ◯

یہ سرخ نشان اس امر کو واضح کرتا ہے کہ اس ماہ سے آپ کا چندہ ختم ہو رہا ہے۔ لہٰذا آئندہ سال کے لئے اگلے ماہ کی دس تاریخ سے پہلے مبلغ -/۵ روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ اگر آئندہ سال کی خریداری منظور نہ ہو تو ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر ہمیں اطلاع دے دیجئے ورنہ آئندہ ماہ کا رسالہ آپکی خدمت وی پی کر کے بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

مولانا غلام رسول گوہر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا۔

رحمۃ اللہ علیہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے
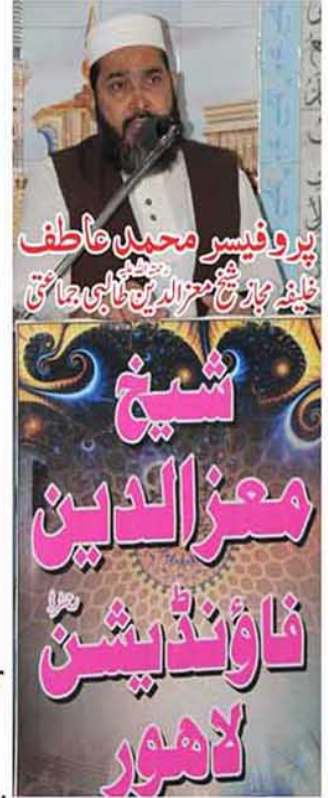
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

ستمبر ۱۹۶۱ء

بسرپرستی اعلیٰ حضرت

علامہ پیر سید جماعت علی شاہ

بظل حمایت زبدۃ العارفین معین الملت پیر و مرشد

کہ حیثیت رکھتا ہے۔ جن لوگوں نے گذشتہ سال ماہ ستمبر میں رسالہ

علی پوری

جاری کر دیا تھا کہ آپ حضرات کے چندہ کی

بعین عنایت زبدۃ العارفین عالیجناب شمس الملت مولانا الحاج حافظ سید نور حسین شاہ صاحب مد ظلہ العالی

علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا دینی مذہبی شریعت و طریقت کا علمبردار صوفیائے کرام کے جادے علمائے امت کا

مرغوب قلب رسالہ

ماہنامہ انوار الصوفیہ

قصور
ضلع لاہور

شمارہ ۱	ستمبر ۱۹۶۱ء	جلد ۲

زر سالانہ

پاکستان و بھارت سے — پانچ روپے

معاونین کرام سے — بیس روپے

سرپرست حضرات سے — تیس روپے

فی کاپی

آٹھ آنے

(پچاس پیسے)

یہ سرخ نشان ◯

یہ سرخ نشان اس امر کو واضح کرتا ہے کہ اس ماہ سے آپ کا چندہ ختم ہو رہا ہے۔ لہٰذا آئندہ سال کے لئے اگلے ماہ کی دس تاریخ سے پہلے مبلغ ۵/- روپے بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں۔ اگر آئندہ سال کی خریداری منظور نہ ہو تو ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر ہمیں اطلاع دے دیجئے ورنہ آئندہ ماہ کا رسالہ آپکی خدمت وی پی کر کے بھیجا جائیگا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہوگا۔

(مولانا) غلام رسول گوہر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا۔

[illegible]

ایڈیٹر

حال و قال

ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء کا یہ شمارہ سال نو کے لئے خشتِ اوّل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جن لوگوں نے گذشتہ سال ماہ ستمبر میں رسالہ کی خریداری کو شرفِ قبولیت سے نوازا تھا ان کی خدمت میں اگست کے پرچہ میں عرض کر دیا تھا کہ آپ حضرات کے چندہ کی میعاد اس رسالہ پر ختم ہو رہی ہے۔ مہربانی فرما کر یکم ستمبر تک اپنے نئے سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر ادارہ کے ساتھ پھر از سر نو عقدِ تعاون وابستہ کریں۔ دیکھئے ہماری اس گذارش کو کتنے حضرات شرفِ شنوائی اور عزتِ قبولیت بخشیں گے اور کتنے اس سے گریز کریں گے۔ دعا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جملہ یارانِ طریقت کو خصوصاً اور دیگر قارئین کو جو رسالہ سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں عموماً توفیق دے کہ وہ اس روحانی اور دینی سفر میں ہمارے ساتھ رہیں اور رفاقت سے منہ نہ موڑیں۔ اعلیٰ حضرت امیر ملت علی پوری قدس سرہٗ کا ارشاد ہے جو بارہا یارانِ طریقت نے سنا ہو گا کہ جس نے فقیر کو خوش کرنا ہے وہ رسالہ کو خریدے اور اس کو پڑھے۔ اس ارشادِ عالی کے ہوتے ہوئے کس عقیدت مند کا دل گردہ ہے کہ وہ اس نئے سال کی خریداری سے انحراف کرے۔ اور اگر کوئی دوست رسالہ کی خریداری کو آئندہ کے لئے ختم یا اس کے وی پی کو واپس کر دے گا تو اس پر ہمیں سخت افسوس ہو گا۔ ہر پیر بھائی کو جاننا چاہیئے کہ ہماری اتنی بڑی جماعت کا صرف ایک ہی ترجمان ہے۔ جو ہماری روحانی اور مذہبی تاثرات و تعلیمات کی پاکستان و بیرون پاکستان میں تبلیغ کرتا ہے اگر ہم اس کی طرف سے تھوڑا سا بھی تغافل کریں گے تو ہماری جماعت کی یہ بے حسی اور اس کا جمود جماعت کے لئے اچھا نہیں ہو گا۔ اس لئے تمام پیر بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ نئے سال کے لئے اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر فوراً ارسال کریں۔ اور اپنے ساتھ نئے خریدار بھی بنائیں۔

بعض خلفاء اور بزرگ حضرات اپنے بعض عقیدت مندوں کے نام رسالہ وی پی کرنے کے لئے لکھ دیتے ہیں۔ جب ہم ان کے نام رسالہ وی پی کرتے ہیں تو چند دنوں کے انتظار کے بعد وی پی واپس آ جاتا ہے۔ اس وقت ہمیں بڑی پریشانی ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ ہمارے ادارہ کے آٹھ آنے بصورت محصول ڈاک اور رجسٹری پر خرچ ہو کے ضائع ہو گئے اس لئے ان حضرات کی خدمت میں عرض ہے کہ جن کے نام رسالہ جاری کرائیں ان کا چندہ ان سے وصول کر کے ہمیں منی آرڈر کر دیں۔ اس کے بعد ہم فوراً شکریہ کے ساتھ ان کے نام رسالہ جاری کر دیں گے۔ کئی حضرات ایسے ہیں کہ انہوں نے شروع سال میں اپنے ارادت مندوں کے نام رسالہ اس توقع پر جاری کروایا تھا کہ وہ چندہ بھیج دیں گے مگر افسوس کہ وہ رسالہ وصول کرتے رہے ہیں مگر چندہ کی طرف سے اب تک خاموش ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اب وہ گذشتہ اور آئندہ دو سالوں کا چندہ مبلغ دس روپے ارسال کر کے ادارہ کو مشکور کریں۔ باقی بر صفحہ ۲۲

چھانگا مانگا۔ ضلع لاہور

قصیدہ نُورانی

نورِ حق سے اک ہُوا روشن ستارا نور کا
ہوگیا اس نور سے عالم ہی سارا نور کا

جو حجابِ نور میں آیا نظر جبریل کو
تھا وہی واللہ وہ روشن ستارا نور کا

دیکھ کر پیشانیٔ آدم میں واللہ نور کو
جھک گیا تھا عالمِ انوار سارا نور کا

بخشدی رفعت خدائے پاک نے ادریس کو
جب جبیں میں آ کے چمکا وہ ستارا نور کا

جب لگے کشتی چلانے نوح تو حق نے کہا
اس کے اوپر لکھ دو تم کلمہ پیارا نور کا

آتشِ نمرود ابراہیم پہ ٹھنڈی ہوئی
جب جبیں میں آگیا روشن ستارا نور کا

وقتِ ذبح بھی تُرکی کار دیمی اسمٰعیل پہ
تھا جبیں میں جلوہ افگن ماہ پارا نور کا

بادشاہی دی سلیماں کو خدائے پاک نے
جب جبیں میں اُن کی چمکا تھا ستارا نور کا

انگلیاں کاٹیں زنانِ مصر نے کارد سے خود
حُسنِ یوسف میں جو چمکا حُسن آرا نور کا

حضرتِ موسیٰ گئے دیدارِ حق کو طور پہ
عرشِ اعظم پہ پہنچا ہے، دُلارا نور کا

آسماں پہ حق نے عیسیٰ کو اٹھایا بالیقیں
لامکاں جاتا ہے یہ خود حسن آرا نور کا

مسجدِ اقصیٰ میں سب پیچھے کھڑے تھے انبیاءؑ
اور امامت کر رہا تھا یہ دُلارا نور کا

مسجدِ معمور میں تھے سب ملائک مقتدی
اور امامِ نوریاں تھا ماہ پارا نور کا

لامکاں حق نے بلا کر کے یوں نور کو
بے تکلف دیکھ لو تم سب نظارا نور کا

مانگ لو جو مانگنا ہے مجھ سے تم پیارے نبیؐ
کس قدر لُطف و کرم تھا اور مدارا نور کا

عرض کی محشر کے دن مولا یہی ہے آرزو
اُمتِ عاصی ہو اور دامن ہمارا نور کا

حق نے فرمایا کہ میں نے بخشدی امت تری
غم زدہ ہونا نہیں مجھ کو گوارا نور کا

بخشوا کر ایکدم میں ہم گئے اُمت کو یہ
آنِ واحد میں ہُوا یہ سیر سارا نور کا

بھیجنے والا ہے نور اور لانے والا نور ہے
لینے والا نور اور قرآن سارا نور کا

چاند سورج ماند ہیں آگے سبھی اس نور کے
اس قدر ہے نورِ غالب حسن آرا نور کا

نور ہیں سب آپ کے اصحاب و ازواج و آل — دین نور - ایمان نور - اسلام سارا نور کا
سارا عالم بھر رہا ہے جام آب نور سے — اس قدر پرفیض ہے واللہ دھارا نور کا
آدم و نوح و خلیل و یوسف و یعقوب کو — جو عطا حق نے کیا صدقہ تھا سارا نور کا
حور و غلماں و ملک ہیں نور سے آراستہ — مل گیا ہے اُن کو اُترن جو اتارا نور کا
ہاتھیوں نے سجدہ عبد المطلب کو کر دیا — جب نظر آیا جبیں میں حسن آرا نور کا
جاتے عبد اللہ جدھر سنگ و شجر کرتے سلام — آگیا جس دم جبیں میں ماہ پارا نور کا
آمنہ کو خواب میں کہتے تھے آ کر انبیاء — ہو مبارک تم کو بی بی یہ دُلارا نور کا
آمنہ کے گھر میں آ کر جب اُترتا ہے یہ چاند — ہو گیا کونین میں حسن آشکارا نور کا
اوج عرش پاک سے دُنیا میں آیا نور پاک — فرش سے تا عرش یہ عالم تھا سارا نور کا
نور کے آتے ہی ظلمت ہو گئی کافور سب — آگیا دنیا میں جب یہ ماہ پارا نور کا
چاند سورج بدر و انجم میں جو آتا ہے نظر — بہہ رہا ہے یہ وہی آن سے پھوہارا نور کا
جھک گئے کسریٰ کے چودہ کنگرے لرزہ محل — ہو گیا دنیا میں جب حسن آشکارا نور کا
گر گئے اصنام سجدوں میں بھی سنکر کے یوں — ہو گیا عالم پہ جلوہ آشکارا نور کا
ہر جگہ صدیق اکبر آپ کے ہیں ساتھ ساتھ — چاند کے ہمراہ رہتا ہے یہ تارا نور کا
بھاگتا ہے دیکھ کر فاروق کو ابلیس بھی — جس طرف چلتے ہیں یہ لیکر کٹارا نور کا
حضرت عثمان نے قربان سب کچھ کر دیا — جسکی خاطر حق نے خود جوڑا اتارا نور کا
دیکھ کر حیدر کو دشمن بھاگ جاتے تھے سبھی — ہاتھ میں جب دیکھتے خنجر دودھارا نور کا
جنتی فرما دیا عشرہ کو خود سرکار نے — ہو مبارک تم کو مژدہ یہ پیارا نور کا
ہیں جناب سیدہ سرکار کی تصویر نور — جس نے دیکھا آپ کو دیکھا دُلارا نور کا
آپ نور اور آپ کی اولاد در اولاد نور — یعنی ہے یہ گلشن زہرا ہی سارا نور کا
نور عین مصطفےٰ یعنی حسن ابن علی — ہو مبارک تم کو اے زہرا ستارا نور کا
دی مبارکباد آ کر حضرت جبریل نے — فاطمہ کے گھر میں جب آیا یہ تارا نور کا
راکب دوش نبی یعنی حسینؑ ابن علی — شہسوار کربلا وہ ماہ پارا نور کا
گلشن اسلام کو سینچا تھا جس نے نور سے — باغ والا نور کا - اور باغ سارا نور کا
بھائی بیٹے اور بھتیجے ہو گئے تھے سب شہید — یعنی کربل میں پڑا تھا پارا پارا نور کا
مادر زہرا پہ نازل ہو گئی تسلیم حق — خواب میں آیا نظر جب حسن آرا نور کا
حضرت صدیقۃ الکبریٰ کی شان پاک میں — عرش سے تطہیر اتری یعنی پارا نور کا

جملہ ازواجِ نبیؐ کی خاکِ پا ۔ کحل البصر
نور ہیں سب بی بیاں اُن کا دلارا نور کا

اے مسلمانو مبارک ہو مبارک ہو تمہیں
دین تمہارا نور کا ۔ قرآن سارا نور کا

اے عرب کے چاند بطحا میں بلا لو اب مجھے
دیکھ لوں خلد آفریں روضہ تمہارا نور کا

مجھ پہ ہو فضل و کرم لطف و عطا جود و نِعَم
مرتے دم ہو سامنے میرے نظارا نور کا

از طفیلِ مصطفےٰ و مرتضےٰ ۔ احمد رضا
ہو گیا ہمدم قصیدہ یہ تمہارا نور کا

گلہائے عقیدت

الحاج میاں نور محمد نور نقشبندی
مجددی جماعتی

رنگِ وحدت

ہو دورنگی دُور ایسا رنگ دے
رنگ میں اپنے تو مولا رنگ دے

رنگ دے ایسا تو رنگریزِ الست
ہاں وہی قالو بلا کا رنگ دے

رنگ دے ہم کو مئے خوش رنگ میں
ساقیا وہ بیخودی کا رنگ دے

کب یہ کہتا ہوں کہ رنگ دے شوخ رنگ
تیرے جی میں آئے جیسا رنگ دے

ہاں دوکانِ بابا جی تیرا ہی سے
رنگ لا کر خوب پکّا رنگ دے

سُرخ روئی جس سے محشر میں ملے
رنگنے والے ہم کو ایسا رنگ دے

رنگ دے دل رنگِ اُلفت میں میرا
رنگ پیارے پیارا پیارا رنگ دے

اُڑ نہ جائے گرمئ محشر سے رنگ
میرے مُرشد خوب گہرا رنگ دے

لا الٰہ پڑھ کے چادر نور کی
رنگِ وحدت میں تُو آقا رنگ دے

سوال و جواب

غلام رسول گوہر

سائل
عبدالرحیم تابلی والا
ضلع لائلپور

سوال : ایک شخص جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام کئی رکعت پڑھ چکا تھا۔ وہ نیت باندھ کر اپنی گئی ہوئی رکعتیں پوری کر کے امام کے ساتھ ہو گیا۔ باقی نماز امام کے ساتھ پوری کر کے ساتھ ہی سلام پھیر دیا، اس شخص کی نماز ہوئی یا نہ ؟

جواب : اس کی نماز نہ ہوئی مسبوق کو چاہیئے کہ امام جہاں ہے وہیں اس کے ساتھ شریک ہو جائے اور جب امام سلام پھیرے تو جن رکعتوں کو امام کے ساتھ نہیں پایا ان کو کھڑا ہو کر ادا کرے۔

سوال : قصر نماز کتنے میل انگریزی پر ہوتی ہے؟

جواب : تقریباً چھپن میل کا سفر ہو تو قصر کرنے کا حکم ہے۔

سوال : گھر سے منزلِ مقصود تک جانے کے دو راستے ہیں۔ ایک پندرہ بیس میل ہے اور دوسرا اتنا زیادہ ہے کہ اس پر قصر کرنے کا حکم ہو جاتا ہے۔ ان دونوں راستوں سے قصر نماز میں کس راستے کا اعتبار کیا جائے ؟

جواب : اگر چھوٹے راستے سے سفر کرے تو قصر نہ کرے اگر لمبے راستے سے سفر کرے تو قصر کرے۔

"ولو لموضع طریقان احدهما مدة السفر والآخر اقل قصر فی الاول لا الثانی" درمختار ج۱ ص۱۰۷

سوال : محرم شریف میں نکاح کے متعلق جو فتووں اور رسالوں میں جائز ہونے کے لئے بہت کچھ لکھا ہے، مگر کسی عالم و مولوی و پیر بزرگ نے عملاً ثبوت کبھی نہیں دیا، عوام اسی لئے اس پر عمل نہیں کرتے، کیوں ؟

جواب : شرع نے محرم میں نکاح کرنے سے منع نہیں کیا، لہٰذا جائز ہے۔ اگر کوئی اس مہینہ کو سوگ کا مہینہ سمجھ کر نکاح نہیں کرتا تو ایسا عقیدہ اصولِ شرع کے خلاف ہے۔ اس سے توبہ کرنی لازم ہے، کسی عالم مولوی پیر کے عمل نہ کرنے سے حقائق شرعیہ تبدیل نہیں ہوتے

سوال : عوام تین و تیرہ کو منحوس خیال کرتے ہیں اسی لئے ان تاریخوں کو نکاح نہیں کرتے اس سے بھی آگاہ فرمائیں ؟

جواب : یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اگر تین کا عدد منحوس ہوتا تو نماز وتر تین رکعت کیوں ہوتی۔ سجدے میں تین دفعہ تسبیح پڑھنے کا حکم نہ ہوتا۔ اسی طرح اگر تیرہ کا عدد منحوس ہوتا تو اس کو ایام بیض سے نکال دیا جاتا۔

سوال : اگر کسی کے تین لڑکے یا کئی لڑکے لڑکیاں ہیں اور ان کی شادی کرنا چاہے تو بیک وقت تین نکاح جائز نہیں سمجھتے، دو کا آج اور باقیوں کا دوسرے روز نکاح کرتے ہیں، کیا یہ ٹھیک ہے ؟

جواب : ہرگز نہیں۔

کیا کہنا

جناب اختر الحامدی حیدر آباد

درِ حضورِ خدا کی وقار کیا کہنا
نشانِ عظمتِ پروردگار کیا کہنا
فراقِ شہ میں ہے یہ دلِ خلد زار کیا کہنا
ہے داغ داغ چمن در کنار کیا کہنا
نبی کی یاد میں تیرے نثار کیا کہنا
نفس نفس ہے دلِ بیقرار کیا کہنا
خیالِ زلف و رخِ نور بار کیا کہنا
رہیں یہی میرے لیل و نہار کیا کہنا
سرورِ بادۂ رحمت میں غرق ہے ہستی
شرابِ عشقِ نبی کا خمار کیا کہنا
خدا نے دردِ فراقِ نبی کی صورت میں
مجھے دیا ہے مجسم قرار کیا کہنا
پیامِ رحمت و بخشش ہے ہر اشارے میں
نگاہِ شافعِ روزِ شمار کیا کہنا
حضورِ احمدِ مختار سر نہادہ ہے،
وقارِ اختر گمرہ دل وقار کیا کہنا

نعت شریف

تابش قصوری

مجھے اپنا روضہ دکھا یا محمدؐ
مدینہ میں مجھکو بلا یا محمدؐ
ہو جس سے سدا شورشِ کیف و مستی
وہ صہبائے کوثر پلا یا محمدؐ
میری التجا یا حیات النبیؐ سن
مجھے سوئے طیبہ بلا یا محمدؐ
مجھے سبز گنبد سنہری وہ جالی
دکھا یا محمدؐ دکھا یا محمدؐ
محمدؐ محمدؐ محمدؐ محمدؐ
وظیفہ میرا ہو سدا یا محمدؐ
میرے قلبِ مضطر کی ہے یہ تمنا
مجھے اپنا شیدا بنا، یا محمدؐ
مجھے فخر یہ ہے مجھے ناز یہ ہے
ہوں مدحت سرا آپکا، یا محمدؐ
جو جامی و رومی کو بخشی ہے نعمت
وہ تابش کو بھی کر عطا یا محمدؐ

قاضی شمس الدین جموی

نعت شریف

اے نسیما خبرے سیّد ابرار بیار — بہرِ تسکین دلم مژدۂ سرکار بیار

تا معطّر کنم از نکہت او جان و دلم — بوئے گیسوئے معنبر ز دربار بیار

در فراقش دلم و دیدہ من خوں بارد — تا علاج بکنم خاکِ دربار بیار

دمِ آخر بہ لحد فارغ و آزاد روم — یمن از باہ لقا وعدۂ دیدار بیار

شمس آں چہرۂ مقصود نظر مے آید — تو اگر خواہی دل آئینہ کردار بیار

دیگر

جو باعثِ تخلیق ہُوا میرا نبی ہے — ہاں صاحبِ لولاک لما میرا نبی ہے

مزمل و یاسین کہیں مدثر و طٰہٰ — مدّاح ہے خود جس کا خدا میرا نبی ہے

یادِ شہ بطحا ہے قرارِ دلِ بیتاب — صد شکر میرے دکھ کی دوا میرا نبی ہے

جو آنکھ تصور میں نبی کو نہ رو تسنیم — اس دیدۂ پرنم کی ضیا میرا نبی ہے

دو نیم کیا جس نے اشارے سے قمر کو وہ ماہِ عرب صلّی علیٰ میرا نبی ہے

سایہ نہ کبھی جس کا پڑا فرشِ زمیں پر وہ نورِ ازل ظلِّ خدا میرا نبی ہے

وہ ختمِ رسالت ہے چراغِ رہِ توحید اور راہبرِ راہِ خدا میرا نبی ہے

آزاد ہوں اے شمسؔ غمِ روزِ جزا سے

ہاں شافعِ محشر بخدا میرا نبی ہے

مولانا الحاج خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب
بی اے (سیالکوٹ)

قصیدہ

در شانِ آستانۂ عالیہ علی پور سیداں شریف

چہ گویم گر علی پور سیداں آئی چہا بینی
ہمہ اہلِ صفا بینی ہمہ اہلِ وفا بینی

عیاں از کوچہ و درہا ہمہ نور و ضیا بینی
بہر ہر ذرہ کہ می نگری ضیائے حق نما بینی

محبِ مصطفےٰ بینی حبیبِ کبریا بینی
شہِ مشکل کشا بینی شہِ حاجت روا بینی

امام العارفین و پیشوائے اتقیا بینی
سراج السالکین و مقتدائے اولیا بینی

اگر با چشمِ دل بینی تو مے گویم کہ توانجا
ہمہ نورِ نبی بینی، ہمہ نورِ خدا بینی

امیرِ ملتِ عالی جماعت شاہ علی پوری
غریقِ الفت و عشقِ شہِ خیر الوریٰ بینی

بیا بنگر و مے یا اوبنہ سر بر قدم او
اگر نظرِ کرم یابی ہمہ نورِ خدا بینی

بیاں رازِ دل کردن بحضرت ہیچ حاجت نیست
عیاں در پیشِ نگہ او تمامی مدعا بینی

غلام کمترین کرم الٰہی بے کس و عاجز
تمنائے بہ یک نگہ کرم سوئے گدا بینی

قاضی سید محمد حسین صاحب شیدا
(بھارت)

ربیع الاوّل

چاند نے کردیا اعلانِ ربیع الاوّل کیونکہ آنے کو ہے اب جانِ ربیع الاوّل

پی چکے کیا مۂ عرفان ربیع الاوّل مست و بیخود ہیں جو زندانِ ربیع الاوّل

سارے عالم کے لئے رحمت باری لیکر آئے کس شان سے سلطانِ ربیع الاوّل

لوٹ لو لوٹ لو اب دولتِ عرفاں لوگو عام ہے عام ہے فیضانِ ربیع الاوّل

بقعۂ نور بنا فرشِ زمیں عرشِ بریں آئے اس شان سے سلطانِ ربیع الاوّل

فخرِ کونین کی آمد سے زہ عز و شرف ہو گئی اور ہی کچھ شانِ ربیع الاوّل

عید میلاد سے بڑھکر بھی کوئی عید ہوگی سینکڑوں عیدیں ہیں قربانِ ربیع الاوّل

اپنے شیدا پہ بھی الطاف و کرم کیجے حضور

یہ بھی بن جائے ثنا خوانِ ربیع الاوّل

از احیاء العلوم

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

سماع کی اباحت و حرمت میں علماء اور صوفیا کے اقوال

جان، تو سماع سے دل میں ایک حالت اور کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو وجد کہتے ہیں اور وجد انسان کے اطراف و اعضا کو حرکت میں لاتا ہے اگر وہ حرکت موزوں ہو تو اس کو رقص یا تصفیق کہتے ہیں۔ اگر غیر موزوں ہو تو اس کو اضطراب کہتے ہیں۔ ہم اس باب کو سماع کے حکم سے شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجد اور رقص اور اضطراب سے پہلے ہے۔ اس باب میں ان اقوال کو لایا جائے گا جن سے یہ بات منکشف ہو گی کہ اس کی اباحت و حرمت میں علماء اور صوفیا کے کتنے مذاہب ہیں۔ اس کے بعد اس کی اباحت کو دلیل کے ساتھ بیان کریں گے اور یہ بھی بیان کریں گے کہ جو اس کی اباحت کے منکر ہیں ان کے تمسکات کیا ہیں۔

سماع کے متعلق نقل مذاہب

قاضی ابو الطیب طبری نے حضرت امام شافعی اور امام مالک اور امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری و دیگر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسے الفاظ نقل کیے ہیں جن سے سماع کی حرمت پر استدلال کیا جاتا ہے۔ مثلاً اس نے کہا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب آداب القضاء میں کہا ہے کہ "بیشک غنا مکروہ اور باطل کے مشابہ ہے جو اس کو بہت سنتا ہے وہ سفیہ اور مردود الشہادت ہے۔ قاضی ابو الطیب نے کہا کہ وہ غیر محرم عورت سے سننا مطلقاً حرام ہے خواہ وہ سامنے ہو یا پردے میں۔ حرہ ہو یا مملوک۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی قول ہے کہ وہ شخص بھی سفیہ اور مردود الشہادت ہے جو لوگوں کو اپنی لونڈی سے گانا سنواتا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تضیب کی آواز کو پسند نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو زندیقوں اور بیدینوں نے وضع کیا ہے تاکہ لوگ اس میں مشغول ہو کر قرآن پاک کی تلاوت کو ترک کر دیں۔ اور کہا کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نرد سے کھیلنا جقبا برا ہے دیگر ملاہی سے کھیلنا اتنا برا نہیں ہے۔ اور کہا کہ میں شطرنج کھیلنے کو پسند نہیں کرتا۔ اس لیے کہ وہ لعب ہے اور ہر لعب۔ وتید اردل کی روش کے خلاف ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غنا سے منع فرمایا ہے۔ ان کا فتویٰ ہے۔ جس شخص نے گانیوالی لونڈی

خریدی اس پر واجب ہے کہ اس کو واپس کرے سوائے ابراہیم بن سعد کے تمام اہل مدینہ کا مذہب ہے کہ غنا حرام ہے۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں بھی سماع حرام ہے۔ آپ غنا کو ذنوب میں شمار کرتے تھے۔ جملہ اہل کوفہ اور سفیان ثوری اور حماد اور ابراہیم اور شعبی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا مذہب یہی ہے۔

یہ تمام اقوال جو اوپر نقل کئے گئے ہیں ان کا ناقل قاضی ابو الطیب طبری ہے۔ اس کے برعکس ابو طالب مکی نے صوفیا کی ایک جماعت سے سماع کی اباحت کے متعلق اقوال نقل کئے ہیں۔ مثلاً اس نے کہا کہ اسلاف سے بہت بزرگوں نے سماع کو سنا ہے۔ اور اہل حجاز مکہ معظمہ میں سال کے افضل ایام میں جن میں اللہ نے بندوں کو ذکر کا امر فرمایا ہے مثل ایام تشریق وغیرہ کے۔ سماع کو سنتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے زمانہ میں اہل مدینہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ بھی اہل مکہ کی طرح ان ایام میں سماع کو سنتے ہیں۔ ہم نے ابو مروان قاضی کی لونڈیوں کو دیکھا ہے کہ وہ گاتی تھیں اور لوگ ان کے گرد جمع ہو کر سنتے تھے۔ کسی نے ابو الحسن سالم کو کہا جب حضرت جنید اور سری سقطی رحمۃ اللہ علیہما سماع سنتے ہیں تو تم اس کا انکار کیوں کرتے ہو۔ انہوں نے کہا جب مجھ سے افضل اشخاص اس کو سنتے ہیں تو بھلا میں کس طرح انکار کر سکتا ہوں۔

عبد اللہ بن جعفر طیار بھی سماع سنتے تھے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ سماع جائز ہے میں تو اس میں لہو و لعب کو برا کہتا ہوں۔ یحییٰ بن معاذ کہتے ہیں کہ آج ہم سے تین چیزیں جاتی رہیں۔ اور وہ دن بدن اور نایاب ہوتی جا رہی ہیں۔ ایک حسین چہرہ جس کے ساتھ صیانت اور عفت ہو۔ دوسری اچھی آواز جس کے ساتھ دینداری ہو۔ تیسری اچھی محبت جس کے ساتھ وفا ہو۔ میں نے بعض کتابوں میں بعینہٖ یہی قول حرث محاسبی سے روایت شدہ دیکھا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ حرث بڑے متقی اور دین میں سخت ہونے کے باوجود سماع کو جائز کہتے تھے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ جس دعوت میں سماع نہ ہوتا اس کو قبول ہی نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک دعوت میں ان کے ساتھ ابو القاسم ابن بنت منیع اور ابو بکر بن داؤد اور ابن مجاہد ایسے بزرگ شامل تھے۔ ابن مجاہد نے علی ابن داؤد کو سماع سننے کے لئے کہا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے احمد بن حنبل سے حدیث نقل کی ہے کہ سماع مکروہ ہے۔ میرا باپ اس حدیث کی وجہ سے سماع کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اور میں بھی اپنے باپ کے مذہب پر رہوں۔ مجھے اس پر مجبور نہ کیا جائے۔ ابو القاسم نے کہا میرے دادے احمد بن بنت منیع نے صالح بن احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ ابن خبازہ کے قول کو سنتا تھا۔ ابن مجاہد نے کہا کہ وہ اپنے باپ کے مذہب پر ہے اور تم اپنے دادے کے مذہب پر ہو۔ مجھے اس سے کوئی کلام نہیں۔ میں ابو بکر سے پوچھتا ہوں کہ شعر کا پڑھنا حرام ہے۔ یا اس کا خوش آوازی کے ساتھ گانا حرام ہے۔ یا اس کا اس طرح پڑھنا کہ بعض حرف جو ممدود ہیں مقصور ہو جائیں اور جو مقصور ہیں ممدود ہو جائیں، حرام ہے۔ ابو بکر نے کہا کہ تم تو دو ہو میں تو ایک شیطان پر بھی غالب نہیں آ سکتا ابو الحسن عسقلانی اسود اولیاء سے تھا وہ بھی سماع کو

سنتے تھے اور اس پر فریفتہ تھے۔ انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے۔ جس میں انہوں نے ان لوگوں پر رد کیا ہے جو اس کو حرام کہتے ہیں۔ ایک صوفی سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا کہ میں جدہ کی جامع مسجد جو سمندر کے کنارہ پر ہے اعتکاف بیٹھا ہوا تھا وہاں چند آدمی ایک طرف آکر بیٹھ گئے۔ ایک نے ان سے گانا شروع کیا اور دوسرے سن رہے تھے مجھ کو ان کی یہ بات بُری لگی کہ یہ لوگ مسجد میں سماع سن رہے ہیں۔ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ آپ کے ساتھ آپ کے یار غار ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی ہیں۔ آپ اسی جگہ بیٹھ گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گانا شروع کیا اور آپ سن رہے تھے۔ میں نے دل میں کہا کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم سماع سنتے ہیں تو مجھے کب زیبا ہے کہ میں اس کے سننے والوں پر انکار کروں۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا خدا کی قسم سماع حق ہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول ہے کہ اس طائفہ پر تین وقتوں میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ ایک اس وقت جب یہ کھانا کھاتے ہیں کیونکہ یہ لوگ کھانا نہیں کھاتے مگر جب سخت بھوک لگے۔ دوسرے اس وقت جب یہ آپس میں بات چیت کرتے ہیں اس لئے کہ یہ بات چیت نہیں کرتے۔ مگر صدیقین کے مقامات میں۔ تیسرے اس وقت جب یہ سماع سنتے ہیں اس لئے کہ یہ ہوائے نفس سے نہیں سنتے بلکہ وجد اور عشق سے سنتے ہیں۔

اور حق کی گواہی دیتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ کسی نے حضرت خضر علیہ السلام سے سماع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا "یہ نتھرا ہوا صاف پانی ہے" اس پر انہیں لوگوں کے قدم ثابت ہوتے ہیں جو صاحب علم وعرفان ہیں۔ ابن جریج سماع کی رخصت دیتے ہیں۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ قیامت کے دن یہ تمہاری نیکیوں میں شمار ہو گا یا بدیوں میں تو انہوں نے کہا نہ نیکیوں میں نہ بدیوں میں اس لئے کہ وہ لغو کے مشابہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے لایؤاخذکم باللغو۔

یہ قول جو یہاں نقل کئے گئے ہیں باہم سخت متعارض ہیں۔ جو کوئی تقلید میں حق کا طالب ہوتا ہے وہ اس تعارض کو دیکھ کر حیران ہوتا ہے یا خواہش کے پیچھے لگ کر بعض کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ یہ قصور اور کوتاہی ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ لائق یہ ہے کہ حق کو اپنے طور پر تلاش کرے۔ یہ بات حظر واباحت کے مدارک اور دلائل میں غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ جس کو ہم عنقریب بیان کریں گے۔

شکریہ

میرے جن کرم فرماؤں اور احباب نے برخوردار فیاض احمد کی ولادت پر اس ناچیز کو مبارکباد کا تحفہ عنایت فرمایا ہے بندہ ان سب حضرات کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ (مدیر)

ضیاء احمد ابن مدیر قصور

عربی زبان کی کہاوتیں

ثلمۃُ الحرصِ لایسُدُّھا اِلّا التراب
حرص کے رخنہ کو کوئی چیز بند نہیں کرتی مگر مٹی۔ یعنی حرص کا خاتمہ تب ہوتا ہے جب آدمی مر کر مٹی میں چلا جاتا ہے۔

ثمرۃ العلوم العمل بالمعلوم۔
علم کا ثمرہ یہ ہے کہ اس پر عمل کرے (اگر وہ اس پر عمل نہیں کرتا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں)

ثناء اللیام اقبح الکلام۔
کمینوں کی ثنا بہت بُری کلام ہے۔ (اس لئے کہ یہ خوشامد ہے)۔

جُرحُ الکَلَامِ اَصْعَبُ مِنْ جَرْحِ السِّھَام
کلام کا زخم تیروں کے زخم سے زیادہ سخت ہے۔ (تیر کا زخم مٹ جاتا ہے لیکن کلام کا زخم نہیں مٹتا)

اَلجُنُونُ لَہٗ فُنُوْنٌ۔
جنون کی کئی قسمیں ہیں (عشق بھی اس کی ایک قسم ہے)

اَلجُوْدُ بِالمَوْجُوْدِ غَایَتہ الجُوْدِ۔
سخاوت کی انتہا یہ ہے کہ جو ہے وہ دیدے۔

جَوْلَتہُ البَاطِلِ سَاعَۃٌ وَجَوْلَتہُ الحَقِّ اِلیَ السَّاعَۃِ۔
باطل کی تگ و دو صرف ایک پل ہے اور حق کی تگ و دو قیامت تک باقی رہے گی۔

اَلحَازِمُ مَنْ حَفِظَ مَا فِی یَدِہٖ وَلَمْ یُوْخِّرْ شُغْلَ یَوْمِہٖ لِغَدٍ۔
ہوشیار آدمی وہ ہے جو اس کی حفاظت کرے جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور آج کے کام کو کل پہ نہ چھوڑے۔

حَبَّۃٌ بُرٍّ فِی الدَّارِ خَیْرٌ مِنَ الدُّرِّ المستعارِ۔
گھر میں گیہوں کا ایک دانہ اس موتی سے بہتر ہے جو کسی سے چند دنوں کے لئے مانگ کر لیا جائے۔

اَلحُرُّ حُرٌّ وَاِنْ مَسَّہُ الضُّرُّ وَالعَبْدُ عَبْدٌ وَاِنْ مَلَکَ الدُّرَّ۔
آزاد آزاد ہی ہے۔ اگرچہ تنگدستی اس کو پامال کر دے۔ اور غلام غلام ہی ہے اگرچہ وہ موتی کا مالک ہو۔

تذکرہ امیر ملت
گذشتہ سے پیوستہ

محبوب علی صاحب

کرامتوں کا بیان

۱۹۱۰ء میں میں بالکل ان پڑھ تھا۔ صرف اردو کی ایک دو کتابیں پڑھی تھیں۔ جب میں عرس مبارک پر حاضر ہوا تو امیر ملت نے فرمایا کہ انوار الصوفیہ لینا سب پیر بھائیوں کا کام ہے تو میں نے اسی ماہ سے انوار الصوفیہ جاری کروالیا۔ چند ماہ تو میں لوگوں سے پڑھواتا رہا پھر میں آہستہ آہستہ خود پڑھنے لگ گیا۔ یہاں تک کہ آج میں مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں یہ انوار الصوفیہ کی کرامت ہے۔ پھر جب جناب حیدر حسین شاہ صاحب حج سے واپس آئے تو ان کا خط آیا کہ میں آپ کے پاس دوسرا رسالہ لمعات الصوفیہ وی۔پی روانہ کر رہا ہوں۔ جب مارچ میں وی۔پی آئی تو میری حالت بہت گری ہوئی تھی۔ میں نے کسی سے پیسے قرض لے کر وی۔پی چھڑائی یہ تو ایک وی پی تھی۔ خدا کی قسم جتنے بھی صاحبزادے ہیں اگر سب کی طرف سے ایک ایک وی۔پی آئے اور میرے پاس پیسے نہ بھی ہوں تو میں خود اپنے آپ کو بیچ کر وی۔پی چھڑا لوں اور کبھی واپس نہ کروں۔ جو لوگ انوار الصوفیہ کا وی۔پی واپس کر دیتے ہیں یا وہ انوار الصوفیہ نہیں منگواتے ان کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ ان کو وہ دن یاد ہونا چاہیئے جس دن امیر ملت نے یہ فرمایا تھا کہ انوار الصوفیہ لینا ہر پیر بھائی کا فرض ہے۔ اور میں بہت شرمسار ہوں کہ میں آج تک کوئی نیا خریدار نہ بنا سکا۔

۱۹۵۰ء میں صاحبزادہ خادم حسین شاہ صاحب ایک دفعہ منٹگمری سے کبیر تشریف لائے۔ گرمیوں کے دن تھے میرے پاس کوئی ایسی جگہ نہ تھی جس سے جناب والا کو آرام پہنچا سکوں۔ آخر ہمارے چک کبیر میں ایک گردوارہ جو ان دنوں رضا کاروں کا دفتر تھا میں نے وہاں حضور کو ٹھہرا دیا۔ حضور وہاں نہا کر سو گئے۔ شام کو پانچ بجے اٹھے اور چائے نوش کی۔ پھر فرمایا محبوب علی یہ جگہ بہت اچھی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں اچھا مکان ہے۔ پھر حضور کے چلے جانے کے دس روز بعد وہ گوردوارہ مسجد بن گئی۔ پھر میں نے خیال کیا کہ جو حضور کہتے تھے کہ یہ جگہ بہت اچھی ہے وہ اسی لئے کہتے تھے۔ کیونکہ ان کو علم تھا کہ یہ چند دنوں میں مسجد بنے گی۔ اس سے پہلے ہم آس پاس کی مسجدوں میں نماز پڑھتے تھے۔ اور جب مسجد مقرر ہو گئی تو ہم یہاں نماز پڑھنے لگ گئے۔ لوگوں نے بہت فتوے لگائے کہ یہ مسجد ٹھیک نہیں ہے مگر یہ مسجد بنا کر ہی چھوڑی۔ خدا کے بندوں نے یہ بات کہی اور وہ پوری نہ ہو یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ جو لوگ فتوے لگاتے تھے

آج وہی لوگ پانچ وقت کی نماز یہاں گذارتے ہیں اور اُس مسجد کا کنواں بھی چالو ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ گوردوارہ مسجد بن گئی۔ اور میں کیا لکھوں، حضور سے اتنی کرامتیں ہیں کہ میں لکھتے لکھتے تھک جاؤں اور قلم چلنے سے جواب دیدے لیکن حضور کی کرامتیں ختم نہ ہوں۔ اس لئے میں نے خاص خاص کرامتیں لکھی ہیں اور مسجد کا رُخ بھی بالکل مسجد کی طرح ہے ذرا بھی فرق نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ پیر خادم حسین شاہ صاحب ہم کو بنی ہوئی مسجد دے گئے۔ اللہ تعالےٰ ان کی قبر کو منور فرمائے۔

بخشی مصطفےٰ علی خان صاحب
مدنی

سلسلہ مآثر المدینۃ المنورہ ۳

مسجد اجابہ

یہ مسجد شریف جنت البقیع کی مشرقی مغربی دیوار کے تخمیناً اوسط سے جو ایک کچی سڑک جانب مسجد شریف سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ و مشہد سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے روضہ اطہر کی طرف جاتی ہے۔ اس کچی سڑک پر بقیع شریف سے تخمیناً تین فرلانگ جانب شمال، ایک چھوٹے ٹیلے پر اسی سڑک سے تخمیناً ڈیڑھ سو گز جانب مشرق واقع ہے۔ اس مسجد شریف سے جانب مغرب بالکل لب سڑک، رباط جماعت منزل زیر تعمیر ہے۔ مسجد شریف کے شمال میں، ٹیلے کے نیچے چند قبور کے آثار ہیں ——— مسجد شریف کے صحن کی دیواریں پانچ فٹ بلند تا حال موجود ہیں۔ ان کا اوپر کا حصہ شہید کر دیا گیا ہے۔ جانب جنوب (قبلہ) بھی پانچ فٹ بلند نہایت مضبوط دیوار اب تک کھڑی ہے۔ جس کے درمیان محراب امام صاحب نظر آتا ہے۔ ٹیلے پر چڑھنے کے بعد صحن میں داخل ہونے کے لئے چار سیڑھیاں ہیں۔

صحیح مسلم شریف اور مؤطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن جابر بن عتیک وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایات ہمیں بتلاتی ہیں کہ یہ مسجد شریف قبیلہ بنی معاویہ الانصار الاوسی کے مکان کے درمیان تھی۔ ایک دن حضور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم معہ صحابۂ کرام محلہ عوالی سے اس میں رونق افروز ہوئے۔ اور محراب کے دائیں جانب نماز نفل ادا کی۔ بعد ازاں کھڑے ہو کر طویل دعا مانگی۔

صحابہؓ کرام سے فرمایا کہ میں نے رب العزت جل جلالہٗ وجل شانہٗ سے تین مرادیں مانگیں - ایک یہ کہ میری امت قحط سالی سے نابود نہ ہو - دوسری یہ کہ میری امت غرق ہو کر تباہ نہ ہو - تیسری یہ کہ میری امت میں باہمی خونریزی اور فتنہ نہ ہو - پہلی دو مرادیں اللہ تعالےٰ نے قبول فرمائیں ہیں اور تیسری کے متعلق فرمایا کہ ارشاد الٰہی ہے کہ امت میں فتنے ہوتے رہیں گے -

محدثین آئمہ و مجتہدینؒ کا قول ہے کہ پہلا فتنہ اسلام میں سیدنا عثمان غنیؓ کا قتل تھا - پھر کربلائے معلّیٰ کا واقعہ بھی نہایت عظیم فتنہ پہلی صدی ہجری میں گزرا ہے - اس کے بعد اب تک فتنوں کا سلسلہ جاری ہے - اس چودھویں صدی میں ہمارے زمانے میں عراق کے بادشاہ ملک سید حسین الحسینی اور ان کے تمام شیر خوار بچوں سے لے کر بڑے بوڑھوں کا قتل بھی کوئی کم فتنہ نہیں ہے -

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس امت مرحومہ پر رحمت فرمائے اور مزید فتنوں سے محفوظ رکھے - جمیع بزرگانِ دین کا قول اور عامتہ المسلمین کا تجربہ ہے کہ اس مسجد شریف میں نفل ادا کر کے جو حلال دعا مانگی جائے وہ فوراً قبول ہوتی ہے - اس مسجد شریف کی آخری مضبوط عمارت آج سے تیس سال قبل موجودہ حکومت کے لشکریوں نے شہید کر دی - آجکل اس کے دامن میں تکرونی قوم کے کم وبیش ڈیڑھ سو خاندان جھونپڑیوں میں آباد ہیں - بوجہ شرعی عذر جو مسجد النبوی شریف تک نماز کے وقت نہیں جا سکتے وہ اس ویران مسجد کی زمین پر چٹائیوں پر اپنی نمازیں ادا کر لیتے ہیں - گو صورت میں ویران ہے لیکن عبادتوں سے آباد ہے - نیاز مند کی تمنا ہے کہ رباط مبارک اور قرب وجوار میں جو پختہ عمارتیں زیر تعمیر ہیں جب پایہ تکمیل کو پہنچ جائیں تو حکومت سے اس مسجد کو از سر نو تعمیر کرنے کے لئے درخواست کی جائے کہ یا تو خود حکومت اس کو تعمیر کرے یا عامتہ المسلمین کو تعمیر کی اجازت دیدے -

---

ماہ جولائی ۱۹۶۱ء کی رپورٹ تعمیر رباط جماعت منزل

مدینہ منورہ

(بخشی مصطفےٰ علی خان صاحب مدینہ منورہ)

اس ماہ کے صرف پہلے تین ہفتوں میں کام ہوا ہے مستری صاحب نے اگست کے دوسرے ہفتے تک دوسری مشغولیتوں کی وجہ سے چھٹی لے لی ہے لیکن اینٹ سازی جاری ہے۔

اس ماہ میں اوپر کی منزل کی دیواریں چاروں طرف سے ساڑھے تین فٹ بلند اٹھ گئی ہیں - دوکانوں کے اوپر جو کمرے بن رہے ہیں ان کے دونوں طرف برآمدہ ہے - سامنے کے برآمدے پر ڈیڑھ گز اونچی جالی دار دیوار بھی اٹھائی گئی ہے - صحن میں غسل خانوں اور برسات کے پانی کا مجرا سیمنٹ سے بنایا ہے جو تمام پانی کو عمارت سے باہر لے جائے گا۔

اس وقت ماہ ربیع الاول کے آخر تک معمولی کام جاری رہے گا - مزید چندے کی سخت ضرورت ہے بندہ ایک اپیل آئندہ ماہ کے رسالے میں پیش کرے گا۔ دوکانوں کے دروازے ابھی بنوانے ہیں - یہ یہاں کے رواج کے مطابق جست کی چادر کے ہونگے اور تخمیناً دو ہزار ریال چار دروازوں پر خرچہ ہونگے -

شاہ انصار الٰہ آبادی

آئینہ انوار الصوفیہ

دم آنکھوں میں ہے، نام جانِ صد عیسیٰ زبان پر ہے
جزاک اللہ مرنے والے کا کیسا مقدر ہے

رموزِ فقر و فخری کیا ؟ مقامِ من راٰنی کیا
نبی کا ہر قدم انسانیت کا قلب مضطر ہے

مجھے نیند آ گئی، مژگانِ حضرت کے تصوّر میں
خدا کا شکر، کس آرام سے کانٹوں پہ بستر ہے

مرے سجدوں کی کیا قیمت مرے سجدوں کی کیا وقعت
ملائک رات دن پھیرا لگاتے ہیں یہ وہ در ہے

بھلا انسان کیا سمجھے گا جلووں کی حقیقت کو
مدینے کا غبار جانفزا بھی طورِ مُضطر ہے

کہاں تک رحمتِ رضوان ندامت کو سمیٹے گی
مرے آنسو کا ہر قطرہ سمندر در سمندر ہے

یہی محسوس ہوتا ہے کہ گرد اگرد کعبے ہیں
مدینے کا سفر واللہ کتنا کیف پرور ہے

کبھی معراج والے نے قدم کو جنبشیں دی تھیں
دماغِ ساکنانِ عرش اب تک آسماں پر ہے

چھپا لو دامنِ رحمت میں اپنے یا رسول اللہ
مذاقِ زندگی سے کشمکش میں جانِ مضطر ہے

زیارت ہو گئی سجدے میں مجھ کو ماہِ طیبہ کی
سرِ سودہ زدہ انصار! اب عرشِ بریں پر ہے

شاہ افضار الہ آبادی

حضور علیہ السلام اور زمانہ

"حقیقت" دو اقسام پر منقسم ہے۔ ایک حقیقت عام دوسری حقیقت خاص۔ "حقیقت" عام سے ہر شخص کم و بیش عملی طور پر متعارف و واقف ہے جسے بوجہ طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت خاص اپنے پہلو میں غیر معمولی کمالات رکھتی ہے۔ اور ہر کس و ناکس کی نظر اس کی گہرائیوں تک پہنچنی مشکل ہی نہیں محال ہے۔

میرا ماضی الضمیر اور مطمح نظر اسی حقیقت خاص کو واضح کرنا ہے اور اس حقیقت کی تعریف یہ ہے کہ ماسوا اللہ جو سے کسی کا ممنون ہونا نہیں آتا بلکہ اس کے سامنے کائنات کی ہر شے کو سر تسلیم خم کرنا لازمی و لابدی ہے۔ اور اپنی منزل خاص میں یہی حقیقت الوہیت و ربوبیت کا مظہر و کمال ہے۔ اگر "حقیقت" کسی قوت ظاہری و زمانہ کے روبرو جھک جائے تو وہ "حقیقت" نہیں ہے۔ حقیقت وہ ہے کہ جس کے سامنے ماسوا اللہ کونین کا ہر ذرہ عاجز ہو کر اور خوشی سے اپنا سر جھکا لے۔

نتیجہ نکلا کہ "حقیقت" زمانہ ساز ہے، "حقیقت" زمانے کا رُخ بدل دیتی ہے۔ "حقیقت" زمانے وضع کرتی ہے۔ "حقیقت" زمانے کو زمانہ بنا دیتی ہے خلاصہ بدیں "حقیقت" زمانے میں جذب نہیں ہو سکتی۔ اگر حقیقت زمانے میں جذب ہو جائے تو وہ حقیقت نہیں کچھ اور ہے۔ ہم بگڑے زمانے کے ساتھ بگڑ گئے یا ہم نے قرآن و صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کو زمانے کے رخ پر لگا دیا تو یقیناً دنیا ہماری پستی و جہالت کا ماتم کرے گی۔ ہمیں زندگی کا حق باقی نہ رہے گا۔ اسلام معرض خطر میں پڑ جائے گا۔ مسلمان پیشانی عالم پر بدنما داغ سے زیادہ متصور نہ ہوگا۔ بات تو جب ہے کہ بگڑے ہوئے حالات کو "حقیقت" کی مدد سے سنوارا جائے، بنایا جائے۔ قرآن و صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی گفتگوئے شریفہ سے زمانے کا رُخ پھیر دیا جائے تاکہ دورِ حاضرہ کے کمیونزم اور سوشلزم جیسے تمام تلخ و غیر حقیقی اثرات از خود و دیا برد ہو جائیں۔

مقام غور و فکر ہے کہ اگر حضور شہزادہ کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ زمانے کی مشرکانہ و غیر شریفانہ خواہشات قبول فرما لیتے تو ذاتی حیثیت سے ان کا کیا بگڑ جاتا، وہ تو محبوبِ خدا کے محبوب تھے — جنت الفردوس کے سردار تھے۔ باطل کے سامنے جھک جاتے اور مصلحت وقت سے گلشن مصطفوی کو تاراج و پامال ہونے سے بچا لیتے! نعوذ باللہ، مگر نہیں، وہاں تو انہیں بگڑے ہوئے حالات و زمانہ کو اپنے کردار اور اپنی ذمہ داری سے سنوار کر پاکیزہ

بنانا تھا۔ اس لئے حضور شہید اعظم رضی اللہ عنہ نے زمانے
کا ساتھ نہیں دیا بلکہ زمانے نے ان کا ساتھ دیا۔ اُن کے
قدم نازک کی گرد کو سرمۂ بصیرت قرار دیا۔ آج دنیا کا
کوئی صاحب فہم و شریف النسل یہ نہیں کہہ سکتا کہ لخت
دل فاطمہ زہرا، علی مرتضیٰ، نورِ نگاہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے زمانے کا ساتھ کیوں نہیں دیا؟ بلکہ یہی
کہے گا اور برملا تنگ دہل کہے گا کہ حضور امام حسین علیہ السلام
نے بگڑتے ہوئے زمانے کی تشنگی کم کر دی اور اپنے
خون سے زمانے کو ایسا تر و تازہ و شاداب بنا دیا کہ جب
تک زمانہ رہے گا بزبان بے زبانی ''احسانات شہیدان
کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ممنون رہے گا۔ اسی
طرح شیخ لاثانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ اور
دیگر اولیائے کرام و بزرگان عظام کی بے شمار مثالوں سے
تاریخ اسلام مملو ہے۔ اور اسی فریضۂ انسانیت کی
ادائیگی کے لئے حضرت عیسےٰ ابن مریم علیہ السلام کے
بعد شہنشاہ رسالت حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ''حقیقت'' کے سانچے میں ڈھل کر تشریف شریف
لائے۔ کون نہیں جانتا کہ عرب کے جاہل مطلق الشانوں
نے اپنی ذاتی خواہشات کے تحت حقیقت انسانیت کو
اتنا بگاڑ دیا تھا کہ بگڑے ہوئے حالات ہی کو اہل زمانہ
زمانہ تصور کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لیکن ہمارے آقا
و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے بگڑے ہوئے
حالات کی یکسر پروا نہ فرمائی اور بگڑے ہوئے حالات
کے آتش فشاں غار میں اس عزم کے ساتھ جست لگائی
کہ اس کی آتش فشانی گلزار خلیل کی روح بن کر مسکرا
اٹھی اور دامن مبارک میں داغ تک نہ آ سکا۔ یہ حقیقت
کی قوت کاملہ تھی جس نے اپنے عملی کردار سے طوفانوں
کو تھپک تھپک کر سلا دیا۔ خارزار صحراؤں کو گل و گلزار
بنا دیا۔ سمندروں سے خراج عقیدت وصول فرما لیا۔
اور نور معرفت کی ضیا باریوں سے زمانہ کو تبدیل فرما کر
منور کر دیا۔ اور اس حقیقت کو قیاس کرنے کے لیے
دل زبان بن کر بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ:۔

''بہ مصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی''

عید میلاد النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم
ہر سال ہمیں یا اہل زمانہ کو یہی درس دیتی ہے۔ اور اسی
لئے ہر گیارہ مہینے کے بعد اقتضائے زمانہ میں جلوہ گر
ہوتی ہے اور بزبان حال و خاموشی پکار پکار کر کہتی ہے۔
کہ اے روئے زمین کے بسنے والو! ہماری حقیقی روشنی
میں زمانے کی اصلاح کرو۔ اہل زمانہ کے بگڑے ہوئے
اخلاق و کردار کو اسوۂ گرامی حضور علیہ السلام کی
نورانی فضاؤں میں سنوار دو۔

یہاں یہ گفتگو بے محل ہی نہیں بلکہ برمحل ہو گی
کہ تمام اسلامیہ میں مملکت اسلامیہ پاکستان کو خاص
شرف بزرگی حاصل ہے اور یقیناً ''ہمارا پاک پاکستان
مرکزی حیثیت کا حامل ہے اور پھر اس صورت میں
کہ تمام ملک میں بنیادی جمہوریتوں کا دور دورہ ہے
نظام جمہوریت فضاؤں کی طرح رحمت بن کر چھایا
ہوا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم زمانے کی اصلاح
کر کے اس کا رُخ نہ بدل دیں اور زمانے کو اپنے
ساتھ نہ چلائیں۔ تاکہ قرآن و صاحب قرآن کے
ارشادات گرامی کی پوری تعمیل ہو سکے۔ سماویات
اپنی جگہ ہیں اور روحانیت اپنی جگہ مگر نوشاہ شب اسریٰ
نے بتایا ہے کہ روحانیت کو اتنا بلند کرو کہ مادیات

ہمارے قدم چومنے پر مجبور ہو جائے۔ جس کا عملی نمونہ اولیائے کرام وصوفیائے عظام ہمیشہ پیش کیا۔

امسال کارپوریشن کراچی نے نیم سرکاری طور پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا خاص اہتمام کر کے پاکستان کی صحیح عظمت کو واضح کر دیا ہے اور آئندہ یہی جشن مبارک سرکاری طور پر منایا جائے گا انشاء اللہ۔

صدر مملکت پاکستان جناب محمد ایوب خان نے جشن مبارک کی صدارت قبول فرما کر نہ یہ کہ جلسے کی دلکشیوں میں اضافہ کر دیا بلکہ خود کو خاص شرف وسعادت کا حامل قرار دیا جس کا نتیجہ مستقبل قریب میں جلد از جلد اہل پاکستان کے سامنے آ جائے گا اور اہل خانہ مجبور ہو کر اپنے کو حقیقی کردار کے سانچے میں زمانے کو ڈھال دیں گے۔ انشاء اللہ

عید میلاد النبی پائندہ باد۔ پاکستان تابندہ باد

تبصرہ

ماہنامہ سالک کا میلاد نمبر

ماہنامہ سالک جو اسلامی ومذہبی اقدار کا حامل اور اہل سنت وجماعت کے تاثرات وتخیلات اور عقائد کا علمبردار اور علمی اور تاریخی حقائق وبصائر کا مظہر، حضرت مولانا شاہ عارف اللہ کی ادارت میں راولپنڈی سے شائع ہوتا ہے اس کا عید میلاد نمبر جو حضرت مولانا شاہ عارف اللہ کے کمال صحافت کا شاہکار اور صوری ومعنوی محاسن کا مرقع ہے ہر سنی بھائی کو منگوا کر اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ کی ولادت سے لے کر وصال تک سیرت کے جملہ موضوعات پر نہایت شگفتگی سے سیر حاصل بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ نظم میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف جمیلہ کا سلسلہ ہے۔ وہ بلند پایہ شعرا کے حسن تخیل کا آئینہ دار ہے۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب ہے مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائیے۔

دفتر ماہنامہ سالک

تذکرۂ امیر ملت

تذکرہ امیر ملت کو ادارہ انوار الصوفیہ کے زیر اہتمام کتابی صورت میں چھپوانے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز بہت جلد حضرت امیر ملت کی سوانح عمری بنام "تذکرہ امیر ملت" جو آپ کی زندگی کا خوبصورت اور بہت نفیس مرقع ہوگا۔ نہایت نفیس لکھائی چھپائی اور دیدہ زیب ٹائیٹل کے ساتھ منصۂ شہود پر آ رہا ہے۔ جملہ یاران طریقت کو اس کے خریدار ہونے کی حیثیت سے اپنا نام فہرست خریداران میں ابھی سے رجسٹر کروا لینا چاہیے تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ یہ مبارک کتاب کتنی تعداد میں شائع کی جائے۔ جو صاحب اپنا نام رجسٹر کروانا چاہیں وہ مبلغ ۵/- روپے بطور پیشگی قیمت کے بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ کتاب کے چھپنے کے بعد یہ رقم اس قیمت میں وضع کر کے بقایا ان کو کتاب بھیجدی جائے گی۔ سب سے پہلے کتاب انکی خدمت میں بھیجی جائیگی جن کا نام رجسٹر ہو چکا ہوگا۔

حبیب احمد نقشبندی
جماعتی رامپوری

سیرت مقدسہ

حضرت حافظ جمال اللہ شاہ صاحب رامپوری رح

شیوخ طریقت میں جن اولیائے کرام کو ہمیشہ بلند ترین مقام حاصل رہا ہے ان میں شیخ طریقت حضرت سیدنا شاہ حافظ جمال اللہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔ آپ کا مزار اقدس رامپور محلہ باجوڑی ٹولہ میں واقع ہے۔ اور مخلوق خدا کے لئے ہر وقت سرچشمہ فیض وہدایت ہے۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر بزرگان عظام میں سے ہیں۔

حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کے قصبہ گجرات شاہ دولہ میں تولد ہوئے۔ حضرت سیدنا سلطان شاہ عرف سید محمد روح اللہ کے صاحبزادے تھے۔ ولادت باسعادت کے چند روز بعد سیدنا حضرت علیؓ اور حضرت غوث پاکؒ نے اس فرزند ارجمند کو تلقین فرمائی۔ آپؒ نے شیر خوارگی کا زمانہ وزیرآباد قصبہ پنجاب کے ایک باکرامت بزرگ کی خدمت اقدس میں گذارا اور حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ ایک دن ان درویش نے ارشاد فرمایا۔ اے جمال اللہ تیرا حصہ ہندوستان میں تیار رکھا ہے جلد جا اور اسے حاصل کر۔ آپؒ حسب الحکم استاد والا دہلی تشریف لائے اور شہر کے باہر ایک شکستہ مسجد میں وارد ہوئے۔ ایک فقیہ فقیر سے فقہ پڑھی۔ آپ شب و روز میں دو قرآن شریف ختم فرمایا کرتے تھے۔

ایک روز حسب معمول تلاوت قرآن شریف میں مشغول تھے کہ ایک غیبی آواز سنائی دی۔ اے جمال اللہ! اگرچہ تلاوت قرآن کمال عبادت ہے لیکن بغیر بیعت شیخ حصول ولایت محال ہے۔ چاروں طرف دیکھا کہ آواز کہاں سے آئی لیکن کوئی متنفس نظر نہ آیا۔ بس اسی وقت سے طلب شیخ کا اضطراب پیدا ہوا۔ بے حد تلاش کے بعد حضرت قطب الاقطاب سیدنا شاہ قطب الدین محمد اشرف حیدر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے آں جناب حضرت قطب الاقطابؒ کے حضور میں صبح سے شام تک کھڑے رہتے تھے۔ اس حالت کو ایک مدت گذر گئی۔ کچھ کا قول ہے بارہ سال، کچھ کا چوبیس یا کچھ کم۔

حضرت قطب الاقطاب نے آپ کی خدمت سے خوش ہو کر خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور فرمایا تمہاری خداشناسی اور خدارسی بہت بلند پایہ پر پہنچ گئی ہے

اب تم کمھیریاں جاؤ اور وہاں افغانوں کو تلقین کرو۔ کچھ عرصہ بعد حسب الحکم قطب الاقطاب قصبہ مصطفےٰ آباد عرف رام پور تشریف لائے اور نواب فیض اللہ صاحب بہادر کے لشکر میں شامل ہوئے۔ لیکن خود کو معمولی سپاہی کے علاوہ ظاہر نہیں ہونے دیا۔

حضور کا معمول تھا کہ شام کو چہل قدمی فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز جب نواب زادہ کے قریب آئے تو ایک بین کار کی مست دھن پر حضرت پر بیخودی کی حالت طاری ہوگئی۔ اس حالت کو چھپانے کے لئے آپ ایک دوست کے مکان کی جانب روانہ ہوئے۔ اس وقت دوران مسافت میں جو جانور، پرندہ یا آدمی نظر کے سامنے آگیا وہ بسمل کی طرح خاک میں گر کر طپاں وغلطاں ہوگیا۔

یہ واقعہ کرامت آنجناب کے شروع شیخیت اور آغاز شہرت کا سبب ہوا کہ آنجناب کے بارے میں حضرت قطب الاقطاب قطب الدین صاحبؒ کی یہی خواہش تھی۔ اس کے بعد اس قدر مخلوق جناب کے فیض سے راہ خدا پر آئی کہ بیان سے باہر ہے۔

آپ کو شکار کا بے حد شوق تھا۔ دوران شکار ایک شیر اپنے پنجے اٹھا کر آپ پر حملہ آور ہوا۔ آپ نے نعرۂ حیدری بلند فرمایا معاً وہ وحشی زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ایک بار یہ واقعہ ہوا کہ ایک شیر نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ حضرت کی طرف بڑھنے لگا تو خدام نے شور بلند کیا کہ اے وحشی کہاں آتا ہے۔ حضرت نے ممانعت فرمائی کہ شور مت مچاؤ کہ شیر زیارت شیر خدا کی اجازت چاہتا ہے۔ بڑے اطمینان سے شیر آیا اور قدم بوسی کر کے واپس چلا گیا۔

حضرت حافظ صاحبؒ کے وصال کے بعد روضۂ اقدس کی تعمیر ہوئی تو ایک روز مستری چھت مبارکہ پر کام کر رہا تھا کہ اچانک پیر پھسلا اور اس فلک افلاک سے گرنے لگا لیکن ابھی زمین تک نہیں پہنچا تھا کہ حضرتؒ نے رجوع کیا فوراً اس دستگیر نے آغوش مبارک میں لے کر زمین پر کھڑا کر دیا۔ لوگ اس کو گرتا دیکھ کر دوڑے۔ مگر جب زمین پر کھڑا ہوئے پایا تو حیران رہ گئے اور نجات کی وجہ پوچھنے لگے تو معمار نے حضرت کی استمداد کا ذکر کیا۔

فَاعْتَبِرُوْا يَآ اُولِي الْاَبْصَارِ ؕ

امسال حضرت ممدوح کا عرس مبارک یکم صفر سے ۳ر صفر ۱۳۸۱ھ تین دن تک منعقد رہا۔ اور ہزاروں معتقدین نے قل اور محفل وعظ میں شرکت کی۔ تین روز مسلسل صبح وشام قل شریف ہوا۔ بیرون شہر اور مضافات کے کافی تعداد میں شریک وشامل ہو کر حضرت کے فیض سے فیضیاب ہوئے۔ ۲ر صفر کی شام کو صوفی حاجی محمد طاہر صاحب مراد آبادی نقشبندی جماعتی خلیفہ مجاز سرکار علی پوری حضور قبلہ عالم نور اللہ مرقدہٗ رامپور آئے اور عرس میں شریک وشامل ہوئے۔ اخی محترم حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب خلیفہ مجاز حضور قبلۂ عالم کے مکان پر بسلسلہ عرس حضرت کی فاتحہ ہوئی اور زیر قیادت صوفی حاجی محمد طاہر صاحب مدظلہم ختم خواجگان ہوا جس میں بیرونی ومقامی یاران طریقت نے شرکت فرمائی سب کو طعام تبرک کھلایا گیا۔

دوسرے روز صبح بروز پیر مزار شریف کو غسل دیا گیا۔ تیسرے روز صبح قل شریف کے بعد زیارت تبرکات میں حضرت کے ملبوسات، استعمال کی چیزیں آپ کے پیر ومرشد حضرت قطب الدین صاحب کے موئے مبارک قابل ذکر ہیں۔

آپ کا وصال مبارک ۳ صفر ۱۲۰۹ھ کو ہوا۔ آپ کے مزار پرانوار سے مرجع خلائق کے لئے فیض کا دریا جاری ہے ۔ حقیقت میں اس کو ہی ملتا ہے جسے مانگنا آتا ہے۔

فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ
مگر چاہیئے اُن سے لینے کا ڈھب کچھ

پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ
علی پوری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ایک خواب

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے اصحاب کو فرماتے تھے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے ؟ پھر جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ اپنا خواب بیان کرتا۔ آپ اس کی تعبیر اور اس کا مطلب بیان فرماتے ۔ ایک دن کا ذکر ہے آپ نے خود اپنا خواب سنانا شروع کیا۔ کہ میں رات کو سویا ہوا تھا میرے پاس دو شخص آئے جن کو میرے پاس بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے مجھ کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں ان کے ساتھ چل پڑا۔ چلتے چلتے ہمارا گذر ایک آدمی پر ہوا جو پیٹھ پر لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا آدمی پتھر لے کر کھڑا ہے ۔ جب وہ اس کے سر پر پتھر مارتا ہے تو اس کا سر چور چور ہو جاتا ہے اور وہ پتھر لڑھکتا ہوا آگے نکل جاتا ہے ۔ وہ آدمی اس کو اٹھانے کے لئے اس کے پیچھے جاتا ہے ۔ جب وہ واپس آتا ہے تو اس کا سر صحیح ہو گیا ہوتا ہے ۔ وہ اس کو پھر اسی طرح مارتا ہے ۔ میں نے کہا یہ کیا معاملہ ہے ۔ انہوں نے کہا آگے چلو ۔ جب ہم آگے گئے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ چت لیٹا ہوا ہے اور ایک دوسرا آدمی لوہے کے ہتھیار سے اس کے منہ کو ایک جانب سے اس کی گدی تک چیرتا ہے ۔ پھر وہ اس کے منہ کو دوسری جانب سے اسی طرح چیرتا ہے جس آدمی کو یہ عذاب ہو رہا ہے اس کی ناک کے سوراخ اور اس کی آنکھیں اس کی پچھلی جانب ہیں ۔ میں نے کہا یہ کیا بات ہے ۔ انہوں نے کہا آگے چلو ۔ جب ہم آگے گئے تو ہم نے ایک چیز تنور کی مانند دیکھی جس میں بہت شور و غل مچ رہا تھا ۔ ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں نظر آئیں ۔ جب نیچے سے آگ خوب بھڑکتی ہے تو وہ روتے ہیں اور

واویلا کرتے ہیں ۔ میں نے پوچھا یہ کیا حقیقت ہے انہوں نے کہا آگے چلو ۔ جب ہم آگے گئے تو ایک نہر دیکھی جو خون سے پُر ہے اس میں ایک آدمی تیر رہا ہے اور ایک آدمی کنارے پر کھڑا ہے اور اس کے پاس پتھروں کا ڈھیر لگا ہوا ہے ۔ جب وہ آدمی نہر کے کنارے کے قریب آتا ہے تو کنارے والا آدمی اس کو پتھر مارتا ہے وہ پھر واپس ہو جاتا ہے ۔ اور اسی طرح اِدھر اُدھر تیرنے لگتا ہے ۔ میں نے کہا یہ کیا ہے انہوں نے کہا آگے چلو ۔ جب ہم آگے گئے تو ایک شخص کو دیکھا جس کی صورت بُری اور ہولناک ہے اس کے قریب آگ ہے جس کو وہ بھڑکا رہا ہے اور اس کے اردگرد دوڑ رہا ہے ۔ میں نے کہا یہ کون ہے انہوں نے کہا آگے چلو ۔ جب ہم آگے گئے تو ایک گھنا خوبصورت باغ دیکھا ۔ اس میں عمدہ عمدہ ہر طرح کے درخت ہیں ۔ اس کے بالکل وسط میں ایک لمبے قد والا آدمی ہے کہ قریب نہیں تھا کہ میں اس کے سر کو دیکھ سکوں ۔ کیونکہ وہ بہت لانبا تھا ۔ اور اس کے اردگرد اتنے بچے ہیں کہ میں نے اتنے بچوں کا ہجوم کبھی نہیں دیکھا ۔ میں نے ان کو کہا یہ کیا بات ہے انہوں نے کہا آگے چلو ۔ جب ہم آگے گئے تو ایک نہایت خوبصورت اور شاداب باغ دیکھا کہ اس جیسا باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ انہوں نے مجھ کو کہا اوپر چڑھو پھر میں نے ان کے ساتھ اوپر چڑھنا شروع کیا ۔ یہاں تک کہ ایک شہر آ گیا ۔ جس کی ایک اینٹ چاندی کی اور ایک سونے کی ہے ۔ اس کے دروازے کو ہم نے کھلوایا ۔ جب ہم اس میں داخل ہوئے تو اس میں ایسے مردوں کو دیکھا کہ ان کے جسم کا ایک حصہ اچھا ہے اور ایک بُرا ہے ۔ میرے ساتھیوں نے ان کو کہا کہ اس نہر میں جو ان کے سامنے تھی اور پانی اس کا خالص سفید تھا ۔ اپنے آپ کو گرا دو ۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس نہر میں ڈال دیا ۔ پھر جب وہ اس سے باہر نکلے تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مانند چمک رہے تھے اور جو جسم کی برائی اور خرابی تھی وہ جاتی رہی اور صاف ہو گئی ۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ کو بتایا کہ یہ جنت عدن ہے جو آپ کا مقام ہے ۔ پھر میں نے جو اوپر کو دیکھا تو بلندی میں ایک شاندار خوبصورت بڑا عجیب محل نظر آیا ۔ سفیدی میں وہ سفید بادل کے مشابہ تھا ۔ انہوں نے کہا یہ آپ کا گھر ہے ۔ میں نے ان کو کہا اللہ تم کو برکت دے مجھ کو چھوڑو تاکہ میں اس میں داخل ہو جاؤں ۔ انہوں نے کہا ابھی اس میں داخل ہونے کا وقت نہیں آیا ۔ جب آئے گا تو داخل ہو جاؤ گے ۔ پھر میں نے ان کو کہا آج شروع رات سے میں نے جن عجائبات کو دیکھا ہے اُن کی حقیقت کیا ہے انہوں نے کہا ۔ وہ آدمی جس کا سر آپ نے پتھر سے کچلتا ہوا دیکھا ہے وہ آدمی وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور فرض نماز نہیں پڑھتا اور سو جاتا ہے اور جس کے منہ کو آپ نے دیکھا کہ چیرا جا رہا ہے اور اس کی ناک اور آنکھیں پچھلی جانب ہیں وہ آدمی وہ ہے جو صبح کو اٹھتا ہے اور پھر کوئی جھوٹی بات کہتا ہے اور وہ جہان میں اِدھر اُدھر پھیل جاتی ہے ۔ اور جو آپ نے تنور کے اندر ننگے مرد اور عورتیں دیکھی ہیں وہ زناکار مرد اور زناکار عورتیں ہیں ۔ اور وہ آدمی جو آپ نے خون کی نہر کے اندر تیرتے دیکھا ہے کہ جب وہ کنارے کے قریب آتا ہے تو کنارے پر ایک آدمی کھڑا اس کو پتھر مارتا ہے اور وہ لوٹ جاتا ہے

وہ سود خوار ہے۔ اور وہ بدصورت مرد جو آگ کے قریب ہے اور اس کو بھڑکاتا ہے اور اس کے ارد گرد دوڑتا ہے وہ فرشتہ خازن جہنم ہے۔ اور باغ میں جو آپ نے ایک لانبے قد والے مرد کو دیکھا ہے وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور جو ان کے ارد گرد بچوں کا ہجوم آپ نے دیکھا ہے۔ یہ وہ بچے ہیں جو عہد طفولیت میں فطرت پر فوت ہوئے۔ پس ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے کسی نے پوچھا کیا مشرکین کے بچے بھی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ ان کے بچے بھی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے جسم کا ایک حصہ اچھا ہے اور ایک حصہ بُرا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نیک عملوں کو اپنے بُرے عملوں کے ساتھ ملا دیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے ان کے گناہوں سے درگذر کیا۔ اور ان کو بخش دیا۔ (صحیح البخاری ص ۱۰۴۴ ج ۲)

اس منامی حدیث سے تارک الصلوٰۃ اور جھوٹی افواہیں پھیلانے والے اور زناکار عورتوں اور سود کھانے والوں کا حال معلوم ہوا کہ عالم برزخ یعنی قبر میں ان کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں کے نیک عملوں کے ساتھ کچھ بُرے عمل بھی ہیں انجام کار اللہ تعالےٰ ان کی نیکیوں کا صدقہ ان کے گناہوں سے تجاوز فرمائے گا اور وہ بخشے جائیں گے۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ پیغمبروں کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ خواب میں دیکھتے ہیں وہ بالکل ٹھیک اور درست ہوتا ہے۔ اس پر اعتقاد کرنا واجب ہوتا ہے۔ اس خواب سے بے نمازوں اور جھوٹ بولنے والوں اور زناکاروں اور سود خواروں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ ان کو چاہیئے کہ وہ آج ہی صدق دل سے توبہ کریں اور اپنے احوال کو درست کریں۔
آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وما علینا الا البلاغ

"شکریہ"

جن احباب نے ماہ اگست میں رسالہ کے لئے خریدار دیئے ان کا اسم گرامی بصد تشکریہ درج ذیل ہے۔

جناب محبوب علی خاں صاحب موضع کمیر ضلع منٹگمری — ایک خریدار
صاحبزادہ محمد اقبال صاحب الکور۔ قصور — ۲ خریدار
صوفی الحاج محمد طاہر صاحب مراد آباد (بھارت) — ۵ خریدار
حاجی غلام نبی صاحب ٹھیکیدار بھٹہ سانگلہ ہل — ۳ خریدار

حلقۂ ذکر سانگلہ ہل میں ۲۳ اگست بروز بدھ حاجی چوہدری غلام حیدر صاحب خلیفہ مجاز کی قیادت میں حلقۂ ذکر ہوا۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد و قاری فضل الرحمان صاحب بٹ و شیخ تاجدین و حافظ عبدالرحمان صاحب ٹھیکیدار اور دیگر ۵۴ پایان طریقت نے شرکت کی۔ دودھ کی ملائی کھیر کا تبرک بانٹا گیا اور حضور پُرنور سراج الملت سجادہ نشین علی پور شریف مدظلہم عالی کی صحت کے واسطے دعا کی گئی۔

(غلام نبی جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ سانگلہ ہل)

سراج الملت سجادہ نشین صاحب مدظلہ
علی پوری

حکایات الصالحین

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ابتدائی دور میں فنون سپہ گری اور پہلوانی میں شہ زور یکتائے روزگار اور دور دراز تک مشہور تھے۔ ایک روز ایک شخص نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میں آپ کے پہلوان جنید سے لڑنا چاہتا ہوں بادشاہ نے کہا تم ان سے کیا مقابلہ کر سکتے ہو کہ ہمارا پہلوان بہت ہی زبردست طاقتور آدمی ہے۔ تم دبلے پتلے آدمی ہو تمہیں ان سے کیا نسبت؟ مگر وہ شخص نہ مانا اور برابر اصرار کرتا رہا۔ آخرالامر بادشاہ کے حکم سے کشتی کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ جس وقت یہ دونوں پہلوان اکھاڑے میں اترے اور حضرت جنید نے اپنے مقابل کی گرفت کی تو اس شخص نے چپکے سے حضرت جنیدؒ کے کان میں کہا کہ میں سید ہوں، محتاج ہوں۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔ کشتی شروع ہو گئی۔ حضرت جنید لڑتے لڑتے گر پڑے شور و غل بپا ہو گیا۔ بادشاہ نے دوبارہ سہ بارہ کشتی کرائی۔ دونوں مرتبہ حضرت جنید پھر پچھڑ گئے۔ بادشاہ نے اس شخص کو انعام دے کر رخصت کیا اور حضرت جنید کو بلا کر پوچھا سچ بتاؤ کیا بات ہے۔ حضرت جنید نے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ بادشاہ بہت متعجب ہوا کہ آپ نے سید کی عزت کے مقابلہ میں اپنی ذلت گوارا کی۔ درحقیقت آپ بڑے پہلوان ہیں۔ بہادر ہیں۔ اسی شب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت جنید سے فرمایا:۔

شاباش جنید تو نے ہماری اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہم بھی تیرے ساتھ سلوک کریں گے۔ اگلے روز صبح ہی آپ نے شاہی ملازمت ترک کر کے فقراء کی جستجو شروع کر دی۔ آخر آپ اپنے ماموں حضرت سری سقطی سے بیعت ہو گئے۔

حضرت سید غوث علی شاہ صاحب قلندر قادری تذکرہ غوثیہ میں رقمطراز ہیں ایک شخص کسی فقیر کے پاس مرید ہونے گیا۔ فقیر نے اس شخص کو چار ٹکے دے کر کہا کہ آج شب کسی کسبی کے پاس رہو پھر آؤ تو مرید کر لیں گے وہ شخص چونکہ متشرع تھا لاحول پڑھ کر چلا گیا کہ اچھے پیر ملے اور خوب ہدایت کی۔ اتفاقاً وہ شخص اپنی اہلیہ سے شب باش ہوا۔ نو ماہ بعد لڑکی پیدا ہوئی اور سن بلوغ کو پہنچ کر فاحشہ ہو گئی اور بازار میں جا بیٹھی۔ لڑکی کی اس حرکت سے اس شخص کی اس قدر بدنامی ہوئی کہ منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ مجبور ہو کر پھر اسی فقیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا درد دل بیان کیا۔ فقیر نے کہا اس روز چار ٹکے اسی لئے تو دیئے تھے کہ یہ بلا تمہارے گلے نہ پڑے۔ رنڈیوں میں پیدا ہوتی تو رنڈی بنتی تمہارا

نام بدنام نہ ہوتا۔ اب جب تم نے ہماری بات نہ مانی تو اپنے
کئے کو بھگتو ؎

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ و رسم منزلہا

ایک مرید اپنے شیخ سے یہی سوال کیا کرتا تھا کہ پیر
کا حق مرید پر کیا ہے؟ اور مرید کا حق پیر پر کیا ہے؟
شیخ کچھ جواب نہ دیتے تھے۔ چند روز بعد وہ مرید
راسخ الاعتقاد حاضر ہوا تو شیخ نے حکم دیا فوراً چلے جاؤ
وہ مرید فوراً کسی طرف کو چل دیا۔ ساتویں روز ایک شہر
کے قریب پہنچا۔ اس شہر کا حاکم بھی اسی بزرگ کا مرید تھا
اس کو اس مرید مسافر کا حال منکشف ہوا۔ اس شخص کو
بلا کر حال دریافت کیا۔ اس نے کیفیت بیان کی اور
کہا میں نہیں جانتا کہاں جا رہا ہوں۔ حاکم نے کہا تم کو
میرے پاس ہی بھیجا گیا ہے۔ چند روز میرے پاس ٹھہرو
چند روز کے بعد اس شہر کے حاکم نے ایک ہزار روپے
دے کر اسے رخصت کیا۔ اثنائے راہ میں وہ شخص ایک
شہر میں پہنچا تو وہاں ایک بازاری عورت پر جو حسن و
جمال میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی دل و جان سے فریفتہ و
شیدا ہو گیا۔ ایک ہزار روپے پر ملاقات طے ہوئی جب
خلوت میں پہنچ کر ارادہ فاسد کیا تو غیب سے زوردار
طمانچہ منہ پر لگا۔ تین بار یہی معاملہ گذرا۔ عورت نے پوچھا
تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور یہ کیا معاملہ ہے؟
اس شخص نے ساری سرگذشت بیان کی۔ وہ بولی معلوم
ہوتا ہے تمہارا شیخ مرد کامل ہے۔ اس خیال باطل کو
دل سے نکال دو۔ آؤ ہم تم دونوں ان کی خدمت میں
چلیں۔ یہ لو اپنا روپیہ کمر سے باندھو۔ آخر الامر وہ دونوں
اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عورت
نے افعال بد سے توبہ کی۔ شیخ نے اس عورت کا نکاح
اسی مرید سے کر دیا اور وہ ہزار روپے بھی ان کو عطا
فرمائے۔ چند روز بعد اس مرید نے پھر اپنے مرشد
سے وہی پرانا سوال کیا۔ شیخ نے جواب دیا کہ پیر کا
حق وہ تھا جو تو نے بے چون و چرا ادا کیا اور پیر کا حق وہ
تھا جو نکاح سے پہلے تجھ پر اس عورت کے ساتھ
گزرا تھا۔

دلی میں ایک بار سخت قحط پڑا۔ تین روز تک
نماز استسقا پڑھی گئی مگر اس کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہ
نے حکم دیا کسی فقیر کو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے ایک
مجذوب کو پیش کیا۔ مجذوب نے اسی وقت لنگوٹا کھول کر
دے دیا اور کہا کہ اس کو دھولاؤ اور سوکھنے کو ڈال دو
لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ اسی وقت بڑے زور شور سے بارش
ہونے لگی۔ بادشاہ نے کہا یہ کیا بات ہے؟ مجذوب
نے کہا آجکل اللہ میاں سے ہمارا بگاڑ ہو رہا ہے ہم جو
بات چاہتے ہیں اس کے خلاف کرتے ہیں سو وہ اب
ہمارا لنگوٹا سوکھنے نہ دیں گے۔ جب خوب مینہ برس لیا
تو اس لنگوٹ کو آگ پر سکھا دیا۔ اسی وقت بارش
تھم گئی۔

حضرت جنید بغدادی ایک روز مسجد میں بیٹھے ہوئے
تھے۔ کسی شخص نے آکر عرض کیا کہ آپ کا وعظ شہر میں ہی
کام کرتا ہے یا جنگل میں بھی کوئی اثر دکھاتا ہے۔ آپ
نے فرمایا کیا بات ہے بتاؤ۔ اس شخص نے عرض کیا کہ چند
اشخاص فلاں مقام پر جنگل میں راگ رنگ میں مصروف
ہیں۔ شراب کا دور چل رہا ہے۔ یہ سن کر آپ اسی وقت
سر پر کپڑا لپیٹ کر جنگل کی طرف چل دیئے۔ جب قریب
پہنچے تو وہ لوگ بھاگنے لگے۔ آپ نے فرمایا بھاگو مت میں

بھی تمہارا ہم مشرب ہوں - اسی واسطے آیا ہوں - شہر میں
تو ہم پی نہیں سکتے - لاؤ کچھ ہو تو ہمیں بھی پلاؤ - ان لوگوں
نے عرض کیا حضرت ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ بھی پیا کرتے ہیں
تو ہم آپ کو ہمیشہ پلایا کرتے - افسوس اس وقت شراب
بالکل نہیں بچی - فرمائیں تو شہر سے منگا دی جائے - آپ
نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں - تمہیں کوئی ایسی بات معلوم
نہیں کہ شراب خود بخود آجایا کرے - وہ بولے یہ کمال
تو ہم میں نہیں - آپ نے فرمایا اب میں تم کو اسکی ترکیب
بتا دوں - اوّل تم سب لوگ نہا کر پھر کپڑے بدل کر میرے
پاس آؤ - آپ کی ہدایت کے مطابق سب نے غسل کیا کپڑے
دھوئے اور پاک صاف ہو کر آ موجود ہوئے - آپ نے
فرمایا تم سب لوگ دو رکعت نماز پڑھو - یہ سب لوگ
جب نماز میں مشغول ہوئے تو آپ نے خدا سے دعا کی کہ
یا اللہ میرا اتنا ہی اختیار تھا کہ آپ کے حضور میں ان کو
کھڑا کر دیا آگے آپ کا اختیار ہے ان کے ساتھ جیسا
چاہے سلوک کر - حق تبارک و تعالیٰ کی رحمت عمومی سے
وہ سب لوگ اپنے زمانے کے کامل بن گئے -

نجیب آباد ریلوے سٹیشن سے چار یا پانچ میل کے
فاصلہ پر سادات کی ایک چھوٹی سی بستی جوگی رپیوری کے
نام سے مشہور ہے - کسی زمانے میں یہ بیابان اور غیر
آباد علاقہ تھا - اسی بستی سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک
مسلمان فقیر پیدا شاہ (جو آنکھوں سے معذور تھا) رہا کرتا
تھا - یہ درویش حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کا سچا فدائی و
شیدائی تھا اور مولا علی کی زیارت کا نہایت ہی مشتاق
تھا - بارہ سال اسی حالت میں گزر گئے - آخر اس کی دعا
مستجاب ہوئی اور مولا علی گھوڑے پر سوار ذوالفقار حمائل
کئے اس مقام پر تشریف لائے - گھوڑے کی آہٹ سن
کر درویش نے لرزتی ہوئی آواز میں پوچھا آپ کون ہیں؟
آپ نے فرمایا میں وہی ہوں جس کو تم بارہ سال سے یاد
کرتے ہو - میں علی ابن ابی طالب ہوں - یہ سنتے ہی درویش
نے اپنی پیشانی نہایت عجز و انکساری سے زمین پر جھکا دی
اور رو کر عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں -
آپ نے میرے حال پر بڑا ہی کرم فرمایا مجھے زیارت کا
شرف بخشا - کیا ہی اچھا ہو کہ میں ان آنکھوں سے جمال
جہاں آرا کا دیدار کروں اور میری آنکھوں کی روشنی عود
کر آئے - یہ کہتے ہی مولائے کائنات کی برکت سے
اس کی دونوں آنکھیں منور ہو گئیں - درویش کی نظر جونہی
مولائے کائنات کے روئے انور پر پڑی غش کھا کر گر
پڑا - مولا علی نے فرمایا گھبراؤ نہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں
یہاں پر سیدوں کی بستی ہے انہیں جا کر ہمارا پیغام سنا دو
کہ یہاں پر ہماری نشانی بنا دیں - یہ فرماتے ہی شہنشاہ
ولایت نظروں سے غائب ہو گئے - یہ ماجرا فقیر نے
بستی والوں کو سنایا تو انہوں نے اس فقیر کی ہدایت
کے مطابق اسی مقام پر ایک زیارت گاہ تعمیر کر دی -
اس زیارت گاہ میں اب بھی سُم اور کف کے نشان
موجود ہیں - لوگ دور دور سے اس کی زیارت کے لئے
آتے ہیں جوگی رپیوری کا عرس مبارک رمضان المبارک
کی ۱۹ اور ۲۰ اور ۲۱ تاریخ کو نہایت شان و شوکت سے ہوتا ہے -

چٹ نمبر

بہت سے احباب خط و کتابت کرتے ہوئے چٹ
نمبر کا حوالہ نہیں دیتے ایسے مراسلات کی تعمیل ادارہ سے
بڑی مشکل لہٰذا خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا جائے

از مولانا الحاج صاحبزادہ سید الحسین شاہ صاحب
علی پوری مدظلہ العالی

حامیانِ بے پردگی کیلئے
لمحۂ فکریہ

سات آٹھ سال کا عرصہ ہوا کلکتہ کے ایک اخبار میں ایک واقعہ آیا تھا۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔

ایک اپ ٹو ڈیٹ انڈین لڑکی ساڑھی باندھے سرخی لگائے پوری حشر سامانیوں کے ساتھ کلکتہ کی ایک بارونق سڑک سے گذر رہی تھی۔ بقول اکبر الہ آبادی مرحوم ع

دلکشی ناز میں ایسی کہ ستارے

یہ شعلہ حسن ہر طرف سے آگ لگاتا ہوا اور کئی دل جلوں کو جلاتا ہوا بڑی تمکنت اور غرور سے گذر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نوجوان نمودار ہوا۔ اس نے اس مجسمۂ حسن و ناز کو دیکھا تو ایک دم لپکا۔ اور اس شعلہ حسن کو اپنی بغل میں لے لیا۔ آگے آپ خود ہی سمجھ لیجئے۔ ع

دن گنا کرتے تھے اس دن کے لئے

جنٹلمین کے اس مظاہرے پر فیشن کی تیلی گھبرائی اور جنٹلمین کو جھڑکنے لگی۔ جنٹلمین بھی تو آخر جنٹلمین تھا اس نے اس فیشن کی تیلی سے گذارش کی۔ کہ جانِ من! گھبرائیں نہیں۔ آخر اس فیشن ایبل لڑکی نے جنٹلمین کے اس اقدام کے خلاف عدالت میں دعوےٰ دائر کر دیا۔ جج نے جنٹلمین سے پوچھا کہ تم نے یہ حرکت کیوں کی۔ جنٹلمین نے جو جواب دیا وہ حامیان بے پردگی کے لئے ایک لیکچر ہے۔ خداوند تعالیٰ اس حامیان بے پردگی کو ہدایت فرمائے۔ خدا کرے کہ ایسے لوگ سمجھیں۔ جنٹلمین نے کہا۔ جناب! آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا۔ دیکھئے جناب! پٹرول کا کام ہے کہ آگ کے نزدیک آئے تو بھڑک اُٹھے۔ آگ جب بھی پٹرول کے نزدیک آجائے گی لازماً پٹرول جلے گا۔ اب اگر آگ جو چل کر پٹرول کے نزدیک آجائے اور پٹرول بھڑک اُٹھے تو کیا آپ پٹرول سے دریافت فرمائیں گے کہ تم کیوں بھڑکے۔ پٹرول سے ایسا سوال بے معنی ہوگا۔ سوال تو آگ سے کیا جائے گا کہ تو پٹرول کے پاس کیوں آئی اور اس کو کیوں جلنے کا موقعہ دیا۔ تو جناب مرد کی فطرت ہے کہ جب عورت اس کے قریب آئے گی تو اس کی توجہ اس کی طرف ہوگی جذبات میں ہیجان پیدا ہوگا ؎

ادھر جو پردہ نہ ہو سکے گا ادھر بھی تقویٰ نہ ہو سکے گا۔

آپ اس لیڈی سے پوچھئے ۔ کہ یہ پوڈر ملے ۔ سرخی لگائے ۔ بھڑکیلا چمکیلا لباس پہنے خراماں خراماں کیوں ایک شاہراہ عام سے گذری ۔ جہاں سینکڑوں پٹرول صفت مردوں کے بھڑک اٹھنے کا خطرہ تھا ۔ یہ شعلہ جب میرے نزدیک آیا تو میری فطرت میں ہیجان پیدا ہوا ۔ نتیجہ وہی نکلا جو نکل سکتا تھا ۔ اب اس میں کوئی پوچھے تو میں نے کیا خطا کی ۔ آپ خود ہی انصاف فرمائیں کہ مجرم کون ہو سکتا ہے ۔

جج کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ پٹرول پمپ کے نزدیک تو ایک سگریٹ تک پینے کی اجازت نہ ہو ۔ اور یہاں ایک مرد کے چاروں طرف آتشیں بگولے گھوم رہے ہیں ۔ اور جہاں دیکھو آگ پٹرول کے ساتھ ساتھ ہے ۔ دفتروں میں ۔ سینماؤں میں ۔ ٹی پارٹیوں میں اسمبلیوں میں غرضیکہ ہر جگہ یہ آگ پٹرول کا پیچھا کر رہی ہے ۔ اور خود بخود پٹرول سے ہاتھ تک ملانے کو تیار ہے پھر اس عالم میں اس جنٹلمین کا تو واقعی کوئی قصور نہیں ۔

جج صاحب نے اپنا حکم سنایا کہ جنٹلمین کو باعزت بری کیا جاتا ہے ۔ اور لڑکی کو بحکم رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک سال تک پردہ میں رہنے کی سزا دیتا ہوں ۔"

حامیان بے پردگی کے لئے عبرت کا مقام ہے بعد میں گلہ اور افسوس کرتے ہیں کہ میری لڑکی فلاں کے ساتھ چلی گئی اتنا روپیہ لے گئی کوئی گنڈا تعویذ کریں ۔ ع

برین عقل و دانش بباید گریست

حضرت قبلہ عالم سرکار علی پوری فرمایا کرتے تھے کہ لڑکیوں کو سکول میں پڑھانے سے بہتر ہے کہ چکلے میں بھیج دیا جائے

درخانہ کس است یک حرف بس است

غلط اور نامکمل پتے

بعض احباب نے علی پور شریف کے سالانہ عرس شریف کے موقع پر جو پتے لکھوائے ہیں وہ غلط اور نامکمل ہیں ۔ ان کے رسالہ ڈاک خانہ والے اس لئے واپس کر دیتے ہیں کہ پتہ غلط ہے یا نامکمل ہے ۔ مہربانی فرما کر وہ اپنا صحیح اور مکمل پتہ لکھ کر ادارہ کو اطلاع دیں ۔

ہندوستانی خریدار

جن ہندوستانی بھائیوں کے نام رسالہ جاری ہے اگر آج تک انہوں نے اپنا چندہ ادا نہیں کیا تو وہ آج ہی اپنا چندہ حضرت مولانا الحاج محمد طاہر صاحب مراد آباد محلہ تمباکو والا کے پتہ پر ارسال کریں ۔ اور جن کے سابقہ چندہ کی میعاد ختم ہو گئی ہے وہ بھی آئندہ سال کا چندہ جو ماہ ستمبر سے شروع ہو رہا ہے جلد از جلد پتہ مذکور پر بھیجکر مشکور فرمائیں ۔

حضرت امیر ملت رح کا سالانہ عرس شریف

آپ کا یوم وصال ہر سال ۳۰ اگست کو علی پور شریف میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے ۔ اس سال بھی حسب دستور یہ دن خوب اچھی طرح مولانا الحاج سراج الملت مدظلہ العالی کی زیر صدارت منایا گیا ۔ مختلف بلاد اور شہروں کے عقیدت مندوں نے سینکڑوں کی تعداد میں شرکت کی ۔ رات کو وعظ اور نعت خوانی کا سلسلہ قریباً ۲ بجے تک قائم رہا ۔ آخر سلام و قیام اور دعا پر یہ جلسہ ختم ہوا ۔

پیرزادہ محمد انور شاہ صاحب
سجادہ نشین قصور

شاعری کے رنگ میں تبلیغ

جب ہم پنجابی شعرا کی صفوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں صف اول میں سلطان باہوؒ ۔ بلھے شاہؒ ۔ بابا فریدؒ ۔ شاہ حسینؒ اور شاہ ۔ وارث شاہؒ اور اس قسم کے دوسرے حضرات نظر آتے ہیں ۔ جن کی روحانی عظمتوں و رفعتوں کا آج بھی اعتراف کیا جاتا ہے ۔ ان بزرگانِ دین نے اسلام کی روشنی کو پھیلانے کے لئے جہاں اپنی روحانی قوتوں سے کام لیا وہاں اس نیک مقصد کے لئے پنجابی شعروں کو بھی ایک موثر ذریعہ بنایا ۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ان پنجابی شاعروں میں سے ہیں جو بہت بڑے پایہ ناز صوفی مرد تھے ۔ آپ نے اپنے تمام کلام میں عشق حقیقی ۔ اصلاحی تصوف ۔ اخلاق اور فلسفے کے موتی بکھیرے ہیں اور آپ کے اشعار میں علم و فضیلت کا رنگ جھلکتا ہے ۔ آپ نے مذہبی امور پر اشارات و کنایات میں بڑے لطیف انداز میں روشنی ڈالی ہے ۔

اِک دم سجن ۔ تے لکھ دم ویری
اِک دم ویرے مارے مروے ہُو
اِک دم پچھے جنم گنوایا
چور بنے گھر گھر دے ہُو

(ایک سانس تو میرا ہمدرد ہے لیکن باقی ساری زندگی دشمن ہے ۔ میں تو صرف ایک سانس کا مارا ہوا ہوں ۔ میں نے صرف ایک سانس کی دوستی کے لئے اپنی ساری زندگی وقف کر دی اور ہر گھر کا چور بنا)

آگے فرماتے ہیں :۔

ایہہ تن رب سچے دا حجرا وِچ پا باغ بہاراں ہُو
وِچے کوزے وِچے مصلے تے سجدیاں ہماراں ہُو
وِچے کعبہ وِچے قبلہ تے الا اللہ پکاراں ہُو
کامل مرشد ملیا باہو اوہ آپے لیسی ساراں ہُو

(انسان کا جسم ہی خدا تعالے کے رہنے کی جگہ ہے ۔ اور اس کے باغ میں ہر دم بہاریں مسکراتی ہیں ۔ اسی میں کوزے اور مصلے ہیں ۔ یہی وصل سجدہ گاہ ہے ۔ انسان کے اندر ہی قبلہ اور کعبہ ہے اور الا اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں ۔ مجھے تو ایسا مرشد مل گیا ہے جو میرے اندر کی ہر چیز کا خیال رکھتا ہے

حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری صوفی شاعروں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں ۔ آپ نے طریقت کی راہ حاصل کرنے کے لئے فنا فی اللہ ہونے کے اصول کی تبلیغ کی ہے ۔ آپ عشق حقیقی کی اُن منزلوں پر پہنچ کر مذہبی فلسفے کو بیان کرتے ہیں جہاں عبد اور معبود کے وصل و وصال اور قرب کے تعلقات کی تابانیاں نظر آتی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں :۔

جاں میں سبق عشق دا پڑھیا
جھوڑا مسجد کولوں ڈریا
ڈیرے ٹھاکر دے جا وڑیا
جھتے وجدے ناد ہزار
عشق دی لوٹیوں نویں بہار

(جب میں نے عشق حقیقی کا درس مکمل کیا۔یعنی خالق حقیقی کو پالیا تو میرا جی مسجد سے خوف کھانے لگا وہ تو مجھے بتوں کے پجاری دیار میں لے گیا۔ جہاں ہزاروں ناقوس بج رہے تھے۔عشق حقیقی کی بہار ہر لحظہ نئی سے نئی ہوتی ہے۔ سید غلام قادر شاہ صاحب نے خدا کی تلاش کرنے کے لئے مذہبی تعلیم کی رو سے جو راہ متعین کی ہے وہ ایسی ہے ؎

غور کرو وچ اپنے ہی یار وچ تساڈڑے وسدا اے
تسیں جنگلیں جاکے ڈھونڈدا دتے وچ سینے دے
بیٹھا ہسدا اے

(انسان کو اپنے آپ پر غور کرنا چاہیئے۔کیونکہ خدا تو انسان کے دل میں بستا ہے تم اسے جنگلوں میں تلاش کرتے ہو۔وہ تمہارے سینے میں بیٹھ کر ہنستا ہے۔

جناب نور احمد صاحب چشتی آل نبی کو اس انداز میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

شایت من آل نبی نوں جو کوئی اتوں آیا رتبہ پایا
واہ وا ذات حسین علی دی کربل سر کٹوایا رنج اٹھایا
نور احمد واہ رتبہ اسدا سارا گھر کمایا تے لٹوایا

(اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی کی آل کو جس نے عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھا اس کا مرتبہ بلند ہوا۔ حسین ابن علی کے رتبہ کی کون ہمسری کر سکتا ہے۔کربلا میں جام شہادت نوش کیا لیکن دشمنان اسلام کے سامنے سر نہ جھکایا۔انہوں نے بے انتہا رنج اٹھائے اپنے تمام خاندان کو قربان کر دیا لیکن امت کو بخشوا لیا۔ان کا رتبہ سب سے بلند تھا جس نے خدا کی راہ میں پورا خاندان شہید ہوتے اور کٹتے دیکھا۔

نوٹ:اسلئے ایسے اشعار بظاہر اصول شرع کے خلاف نظر آتے ہیں۔مضمون نگار کو لازم تھا کہ اس کی شرعی تاویل کرتا۔عوام پڑھنے والے ان اشعار کے ظاہر کو اپنانے کی خواہش نہ کریں۔اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ الخ یعنی مسجدوں کا آباد کرنا مسلمانوں کا شعار ہے۔مسجدوں سے گریز کرنا بت خانوں میں جانا کہاں کا اسلام ہے دگر ہیں

بقیہ حال وقال

بعض یاران طریقت نے عرس شریف کے موقع پر اپنے نام اور چند دوستوں کے نام رسالہ جاری کروایا اور وعدۂ صادق فرمایا تھا کہ ہم گھر جاکر فوراً چندہ بھیجدیں گے۔مگر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ بھی اپنے وعدے کو بھول گئے ہیں۔حالانکہ رسالہ باقاعدہ ان کی خدمت میں پہنچ رہا ہے۔

رسالہ نہ ملنے کی شکایت

یہاں سے ہر ماہ انگریزی کی دس تاریخ کو رسالہ بڑی احتیاط سے پوسٹ کیا جاتا ہے جس خریدار کو رسالہ بیس تاریخ تک نہ ملے وہ ادارہ کو براہ راست اطلاع دیکر دوبارہ رسالہ حاصل کر سکتا ہے۔

اِستفتاء

اس مسئلہ پر اس سے قبل ایک مضمون جون کے رسالہ میں میری طرف سے شائع ہوا تھا جس کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ تکبیر کے حی علی الصلوٰۃ ۔ حی علی الفلاح کے کہنے کے وقت قیام کرنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے ۔ نہ سنت ۔ مؤکدہ نہ غیر مؤکدہ ۔ لہذا اس کی ترک مکروہ نہیں ہے ۔ مولانا نے اپنے اس مضمون میں میرے مضمون کا تعاقب کیا ہے ۔ اس مضمون کو دو اقساط میں شائع کیا جائے گا ۔ اس کے بعد دلائل قویہ اور براہین ساطعہ سے بعون اللہ تعالیٰ ثابت کروں گا کہ ابتدا تکبیر کے وقت کھڑا ہونا اور بیٹھ کر تکبیر کے حی علی الصلوٰۃ کا انتظار نہ کرنا عند الفقہا مکروہ نہیں ہے ۔ قارئین کرام ان ہر دو بحثوں سے اپنی معلومات میں اضافہ کریں اور جو بات دل کو لگے اس پر عمل کریں (گوہر)

سوال :- جب تکبیر اقامت ہو تو پہلے ہی کھڑے ہو جانا چاہیئے یا بیٹھ کر انتظار کرنا چاہیئے

الجواب بعون الملک الوہاب

اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے ۔ جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے اُس وقت کھڑا ہو ۔ یونہی جو لوگ مسجد میں موجود ہیں بیٹھے رہیں ۔ اُس وقت اُٹھیں جب مکبر حی علی الفلاح پر پہنچے ۔ یہی حکم امام کے لئے ہے (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۲) (۱) فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ نول کشور لکھنؤ صفحہ ۲۴ میں ہے :-

اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائماً و لکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن قولہ حی علی الفلاح کذا فی المضمرات و یقوم الامام و القوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثۃ وھو الصحیح ۔

امام اعظم رحمۃ اللہ اور قاضی القضاۃ (چیف جج) امام ابو یوسف و امام محمد (مصنف ۹۹۹ کتب) رحمہم اللہ کے نزدیک جب مؤذن حی علی الفلاح کہے اس وقت امام اور قوم (مقتدی) کھڑے ہوں (اس سے پہلے نہیں یہی (قول) صحیح ہے ۔

(۲) فتاویٰ سراجیہ ۱۳۰۰ھ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ صفحہ ۹ میں ہے اذا دخل المسجد رجل والمؤذن یقیم ینبغی ان یقعد ولا یمکث قائماً ۔ جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو اور مؤذن اقامت کہہ رہا ہو اسے بیٹھ جانا چاہیئے ۔ کھڑے ہو کر انتظار نہیں کرنا چاہیئے ۔

(۳) در المختار جلد ۱ صفحہ ۳۷۲ مطبوعہ مصر یکرہ

لہ الانتظار قائماً ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ المؤذن حی علی الفلاح - مقتدی کو کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے - لیکن وہ بیٹھ جائے - پھر جب مؤذن (مکبر) حی علی الفلاح پر پہنچے تو کھڑا ہو۔

(۴) کنز الدقائق مصنفہ ابوالبرکات مطبوعہ بمبئی متوفی ۷۱۰ھ تقطیع کلاں صفحہ ۲۶ میں ہے - والقیام حین قیل حی علی الفلاح وشروع الامام من قبل قد قامت الصلوٰۃ - جب مکبر حی علی الفلاح کہے کھڑا ہو اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے امام نماز شروع کرے - اسی طرح بحر الرائق اور عینی شرح کنز میں ہے۔

(۷) شرح وقایہ مطبوعہ لاہور مطابق مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۱۵۵ میں ہے یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ

(۸) عمدۃ الرعایۃ شرح وقایہ مطبوعہ لاہور مطابق مطبع مجتبائی دہلی مولوی عبدالحی لکھنوی میں ہے - فیہ اشارۃ الی اذا دخل المسجد یکرہ لہ انتظار الصلوٰۃ قائماً بل یجلس فی موضع ثم یقوم عند حی علی الفلاح وبہ صرح فی جامع المضمرات کذا فی نور الھدایۃ ترجمہ وقایہ الروایات -

(۱۰) قاضی ثناء اللہ پانی پتی کتاب مالابد منہ صفحہ ۳۲ مطبوعہ کانپور میں فرماتے ہیں :- نزد حی علی الصلوٰۃ امام برخیزد ونزد قد قامت الصلوٰۃ تکبیر گوید۔

(۱۱) مفتی محمد سعد اللہ صاحب متوفی ۱۲۵۴ھ اس کی شرح میں فرماتے ہیں - امام برخیزد ومقتدیاں نیز زیرا کہ حی علی الصلوٰۃ امر است بجا آوردہ شود۔

امام اور مقتدی قد قامت الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں کیونکہ حی حیعل علیٰ امر ہے اس کو بجا لایا جائے۔

(۱۲) میزان الکبریٰ لعبد الوہاب شعرانی جلد اول صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ مصر میں ہے (قول ابوحنیفہ رحمۃ اللہ) انہ یقوم عند قول المؤذن حی علی الصلوٰۃ ویتبعہ من خلفہ فاذا قال قد قامت الصلوٰۃ کبر الامام واحرم یعنی مؤذن جب حی علی الصلوٰۃ کہے تو امام کھڑا ہو اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ بھی اس کی متابعت کریں - اور جب قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام تکبیر تحریمہ کہے۔

(۱۳) کشف الغمہ لعلامہ عبد الوہاب شعرانی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳ میں ہے - کان عمر یقول لا تقوموا للصلوٰۃ حتی یقول المؤذن قد قامت الصلوٰۃ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے نماز کے لئے مت کھڑے ہو جب تک مؤذن قد قامت الصلوٰۃ نہ کہے۔

(۱۴) مشکوٰۃ مطبع مجتبائی صفحہ ۶۷ میں ہے :- عن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی ترونی قد خرجت (متفق علیہ) بخاری مصری جلد ۱ صفحہ ۸۸

(۱۵) شیخ عبد الحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۲۴ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ میں فرماتے ہیں- فقہاء گفتہ اند مذہب (حنفی) آنست کہ نزد حی علی الصلوٰۃ باید برخاست وشاید کہ بیرون آمدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دریں وقت بود۔

(۱۶) نواب قطب الدین خاں مظاہر حق جلد اول میں فرماتے ہیں - فقہا نے لکھا ہے کہ جب تکبیر کہنے والا

حی علی الصلوٰۃ کہے اس وقت مقتدی کھڑے ہو دیں شاید کہ باہر تشریف لانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی وقت ہوگا۔

(۱۷) مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری میں ہے

ولذا قال ائمتنا یقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوٰۃ۔ ہمارے آئمہ ثلاثہ امام الائمہ سراج الامت نعمان بن ثابت اور قاضی الشرق والغرب ابو یوسف یعقوب اور محرر مذہب سید الفقہا امام محمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ امام اور مقتدی حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

(۱۸) امام بخاری نے ایک باب باندھا ہے۔

متی یقوم الناس اذا رأوا الامام عند الاقامۃ

اس حدیث کے ترجمہ میں (خلاصہ شروع بخاری) میں لکھا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک جب تکبیر تمام ہو تو لوگ نماز کو اٹھیں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت امام اور مقتدی کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰۃ کے وقت نماز شروع کریں۔

(۱۹) فاضل بریلوی مجدد مائۃ (برد اللہ مضجعہ) نے اس مسئلہ کو فتاوٰی رضویہ جلد دوم ص۴۲۲ مطبوعہ اہل سنت بریلی میں مفصل و مبرہن تحریر فرمایا ہے۔ مسئلہ ۴۴۳ از مدرسہ اشاعت العلوم ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۰ھ اسی فتاوٰی میں یہ بھی مرقوم ہے۔ بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ پر کھڑے ہوں اور بعض میں حی علی الفلاح پر۔

اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حی علی الصلوٰۃ پر ابتداءً قیام ہو اور حی علی الفلاح پر انتہاء۔ اقول (مجدد مائۃ حاضرہ بریلوی برد اللہ مضجعہ) ولا تعارض عندی بین قول الوقایۃ واتباعہا یقومون عند حی علی الصلوٰۃ والمحیط والمضمرات ومن معہم عند حی علی الفلاح فانا اذا حملنا الاول علی الابتداء والآخر علی الانتہاء اتحد القولان ای یقومون حین یتم المؤذن حی علی الفلاح انتہی۔

(باقی دارد)

رسالہ انوار الصوفیہ کی مستقل خریداری اس کی امداد ہی نہیں بلکہ اعلیحضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خوشنودی حاصل کرنا بھی ہے۔

از تبرکات ڈاکٹر الٰہ دتا صاحب

دلائل منقولی تصور شیخ کے اثبات میں

اگر چہ حضرات صوفیہ صافیہ کثرہم اللہ نے اپنی اپنی تالیفات میں تصور شیخ کو بڑا ضروری اور موصل الی المطلوب لکھا ہے۔ مگر ان کے ارشادات سے وہی شخص فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ جو خود اس فرقہ عالیہ سے تعلق رکھتا ہو اور اس گروہ کا صدق دل سے معتقد ہو لیکن جو لوگ اس گروہ سے ارادت نہیں رکھتے ان کے واسطے حضرت مشائخ علیہم الرحمۃ و اکابر ملت کا فرمان کچھ وقعت نہیں رکھتا سہ

چو دل بمہر نگارے نہ بستہ اے ماہ
ترا ز حالت عشاق بے نوا چہ خبر

اس لئے اس مضمون میں خاکسار نے مشائخ طریقت کے ارشادات اور ان کے الفاظ طیبہ جو انہوں نے تصور کے جواز میں بلکہ ضروری ہونے میں ارشاد فرمائے ہیں یک لخت ترک کر کے صرف قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ تاکہ مخالف کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہے سہ

ہر کہ ز دل دامن پیراں گرفت
گنج لقا زیں دو ویراں گرفت

تصور شیخ رابطہ شیخ ہے ۱۔ جاننا چاہیے کہ شیخ کے ساتھ مرید کی کامل محبت ہو جانے کا نام رابطہ یا تصور ہے۔ کامل محبت کے ساتھ لازم ہے کہ محبوب کا خیال لازم حال رہے۔ اس محبت کے سبب شیخ کے کمالات طالب کے دل میں منجذب ہوتے ہیں۔ پس یہی رابطہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود تھا۔ ان میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی یہاں تک محبت غالب تھی کہ جان و مال حضور پر ہر وقت قربان کر دینے کو تیار رہتے تھے۔ منافقین باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے مگر اسی واسطے حضور کے فیض سے محروم تھے کہ ان میں یہ رابطہ نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ پ۴ ع ۱۱۔

اس آیت شریفہ میں جو رابطوا ہے انتظار الصلوٰۃ وغیرہ اعمال صالحہ کو رباط فرمایا ہے۔ چونکہ یہ بھی عمل صالح ہے اس لئے اس میں داخل ہے۔ علاوہ اس کے اس شغل میں بھی انتظار فیضان ہوتا ہے۔ پس عبادت الٰہی میں دل کو یکسو کرنا بھی رباط ہے۔ اور یہ تصور میں حاصل ہوتا ہے۔ اگر سرحد کفار پر سامان حرب درست رکھنے کو رباط کہتے ہیں تو بھی تصور اس حکم میں داخل ہے۔ کیونکہ نفس و شیطان کے محاربہ

کے لئے تصور ایک ایسا حربہ ہے کہ ان کا وار کچھ بھی چل نہیں سکتا۔ کیا اچھا کہا ہے مولانا عبدالصمد نے اپنی ثنوی میں ؎

مانع وسواس ہے یہ رابطہ
ماسوا حق کے نہ دے یہ راستہ
ہے غزائے باطنی کا یہ امام
نفس امارہ کو کر دے یہ تمام
ہے غزا یہ جان ودل سے اکبر
وہ غزا ہے مال وتن سے سربسر
یہ غزائی الوحدت ہے اے مردِ دیں
وہ غزا ہے اجتماع مومنین
وہ غزا ہے خنجر وتلوار سے
یہ غزا ہے دست بے ہتھیار سے
ظاہری سامان ظاہر کا معین
باطنی کا باطنی اے مردِ دیں

اتباع نبوی رابطہ شیخ ہے

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پ۳ ع ۱۱۔

اس آیت شریفہ میں حق تعالےٰ نے حضور علیہ السلام کے اتباع کا ارشاد فرمایا ہے۔ اور اتباع بجز محبت کاملہ نہیں ہو سکتی۔ اور رابطہ وہی محبت شیخ ہے۔ نیز اتباع بشرع کی رویت کو مقتضی ہے وہ رویت حسی ہو یا تخیلی اور اسی رویت تخیلی کا نام رابطہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اتباع مشہور ہے کہ حضور علیہ السلام اگر کسی درخت کے سایہ کے نیچے آرام فرماتے تو عبداللہ بن عمر اس راستہ گذرتے ہوئے وہاں ضرور ٹھہرتے۔ گو وہاں سے وہ درخت بھی کاٹا گیا ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو کسی نے ایک میدان میں اونٹنی پھراتے دیکھا تو سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا اِلَّا اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَعَلَہٗ فَفَعَلْتُ (شفا) مگر یہ کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتے میں نے بھی ایسا کیا (شفا) پس اگر حضور علیہ السلام کا تخیل ان کے سامنے نہ ہوتا تو اتباع کیسے ہو سکتا تھا۔ میرے دوستو تصور شیخ کے بھی یہی معنے ہیں کہ شیخ سے یہاں تک محبت پیدا کرو کہ اس کا چال چلن۔ ذکر فکر عبادت سب کچھ تمہاری نظر کے سامنے رہے۔ جب روٹی کھانے لگو تو شیخ کا تصور تمہارے سامنے رہے کہ کس طرح شیخ تناول فرماتے ہیں۔ اسی طرح کھائیے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور علیہ السلام کی دعوت کی تو آپ نے کدو رکابی میں تلاش کر کے کھایا تو میں اسی روز سے کدو کو درست رکھتا ہوں۔ پس اسی طرح جب چلے تو شیخ کا تصور سامنے رہے۔ نماز پڑھے تو شیخ کی نماز کا تصور سامنے رہے۔ وضو کرے تو شیخ کے وضو کا تصور سامنے رہے۔ جب مراقبہ ذکر میں بیٹھے تو شیخ کے مراقبات وذکر کا تصور رکھے۔ غرض ہر حالت میں اپنے شیخ کو پیش نظر رکھے تب اس کو اتباع کامل نصیب ہوگا اور یہ بجز محبت متصور نہیں۔ لہٰذا ہمارے اس طریقہ کا تمام دارومدار محبت پر ہے اور کون ایسے بے وقوف ہے جو محبت سے منع کرے گا۔

معیت صادقین رابطہ شیخ ہے

اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں۔ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا

اخبار

آستانۂ عالیہ علی پور شریف

- اعلیٰحضرت سراج الملت والدین مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی علی پور شریف رونق افروز ہیں آپکی صحت بالکل ٹھیک ہے، قدرے کمزوری باقی ہے۔
- اعلیٰحضرت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی تقریباً تین ماہ سے حیدرآباد دکن رونق افروز ہیں۔ آپکی صحت بھی بالکل اچھی ہے۔
- عالیجناب مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی ۳۰۔اگست کو حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالٰے عنہ کے عرس شریف پر یاغستان کے دورہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں اور تاحال گھر پر ہی تشریف فرما ہیں۔
- عالیجناب مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب گھر پر ہی رونق افروز ہیں اور مزار پُر انوار کی تعمیر اور تیاری میں ہمہ تن مصروف ہیں۔
- عالیجناب مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب اور مولانا الحاج پیر سید فضل حسین شاہ صاحب و دیگر صاحبزادگان مدظلہم العالی آستانۂ عالیہ پر ہی رونق افروز ہیں۔
- عالیجناب مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی ۷ ستمبر کو چک ۲۰۳ بلوآنہ ضلع جھنگ ایک جلسہ پر تشریف لے جا رہے ہیں۔ مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب کی والدہ ماجدہ اکثر بیمار رہتی ہیں، طبیعت بہت کمزور ہو گئی ہے، دعا ہے اللہ تعالٰے اس خاندان کے تمام افراد کو صحتِ کُلی اور عافیتِ دائمی عطا کرے آمین۔
- مؤرخہ ۳۰۔اگست بروز بدھ اعلیٰحضرت امیر ملت رضی اللہ عنہ کا سالانہ عرس شریف نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا۔ حضرت سراج الملت نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور مولانا حافظ غلام رسول مدرس مدرسہ نقشبندیہ اور مولانا محمد شریف صاحب خطیب ڈسکہ و دیگر علماء نے وعظ فرمایا۔ اور متعدد نعت خوانوں نے نعت خوانی سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ حضرت مولانا الحاج حافظ نور احمد صاحب قصوری مدظلہ العالی حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں تاحال علی پور شریف مقیم ہیں۔